إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ٹیلیفون نمبر ۹۱

خطبہ نمبر ۲۷

# الفضل

روزنامہ

ایڈیٹر غلام نبی

دارالامان قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت ایک آنہ


Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | مورخہ ۳۰ رمضان ۱۳۵۷ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۷۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## خطبہ جمعہ

# تحریک جدید کا دور اوّل تخریبی تھا جس میں دشمنوں کو ناکام و نامراد کیا گیا

اب

## دور ثانی میں تعمیر کی ضرورت ہے جس کے لئے پہلے سے زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے

221

### از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
جیسا کہ میں گزشتہ خطبات میں بیان کر چکا ہوں۔

### تحریک جدید کا دور اول

صفائی کی شان رکھتا تھا۔ اس کی غرض یہ تھی۔ کہ دشمنوں نے احمدیت پر جو حملہ کیا تھا اس کا ازالہ کیا جائے۔ اور دشمن کی حقیقت کو دنیا پر ظاہر کیا جائے۔ واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس کوشش میں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہم کو

### عظیم الشان کامیابی

عطا فرمائی ہے۔ اس وقت ہماری سب سے بڑی مخالفت دو گروہوں کی طرف سے ہو رہی تھی۔ گو شامل سارے ہی تھے۔ مگر خصوصیت کے ساتھ ایک تو احرار مخالفت کر رہے تھے۔ اور دوسرے حکومت کا وہ حصہ جو اندرونی طور پر برطانیہ کے دشمنوں کا ہمدرد تھا۔ وہ اپنے عہدوں کی آڑ لے کر ہمیں نقصان پہونچانا چاہتا تھا۔ اس کوشش میں اس نے حکومت کے بعض ہندوستانی یا انگریز افسروں کو بھی جھوٹی سچی شکائتیں کر کے اپنے ساتھ ملا لیا تھا:۔

### احرار کا انجام

جو ہوا وہ سب پر ظاہر ہے۔ خدا تعالےٰ نے ان کی ذلت کے ایسے سامان مہیا کر دیئے۔ کہ اب وہ مسلمانوں میں خود آزادی سے تقریر بھی نہیں کر سکتے کئی سال تو ایسی حالت رہی۔ کہ لاہور میں احرار کا جلسہ ہونا ناممکن ہو گیا۔ وہ جلسہ کرتے اور لوگ شور مچا دیتے اور ابھی تک بہت جگہ ان کی یہی حالت ہے۔ گو وہ اپنی کھوئی ہوئی طاقت واپس لینے کے لئے اب کئی قسم کے بہانے بنانے لگ گئے ہیں۔ کہیں

### فلسطین کے مظلوم مسلمانوں سے ہمدردی

کے دعوے کرتے ہیں اور کہیں کشمیر ایجی ٹیشن شروع کرتے ہیں۔ مگر ابھی تک انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی ؛

اللہ تعالےٰ نے انسان کو حافظ دیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وسیع حافظ دیا ہے۔ تم میں سے وہ لوگ جو مایوس تھے۔ اور ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مایوسی کی عادت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ ذرا اپنے حافظہ پر زور ڈالکر احرار کی اس طاقت کا جو انہیں آج سے ساڑھے تین سال پہلے پنجاب میں حاصل تھی اندازہ لگائیں اور جو آج ان کی حالت ہے۔ اس کا بھی اندازہ لگائیں۔ پھر جو اس وقت اُن کے روپیہ کی آمد کا حال تھا اس کا بھی اندازہ لگائیں۔ اور جو آج ان کے روپیہ کی آمد کا حال ہے اس کا بھی اندازہ لگائیں۔ گورنر پنجاب نے خود ہمارے آدمیوں سے ان دنوں بیان کیا کہ

## سینکڑوں روپیہ روزانہ

ان کو منی آرڈروں کے ذریعہ آتا ہے۔ اور یہ ہمارے محکمہ کی رپورٹ ہے۔ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو شاید انہوں نے پانچ سو روپیہ روزانہ کی آمد بتلائی تھی۔ گویا ان دنوں پندرہ بیس ہزار روپیہ ماہوار اُن کی آمد تھی۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ متواتر ان کی طرف سے اپنے لوگوں کے نام یہ اعلان ہوتے ہیں کہ دس روپے ہی بھجوا دیں دس نہیں تو پانچ ہی سہی۔ میں جب اِس کیفیت کو دیکھتا ہوں۔ تو مجھے وہی نظارہ یاد آ جاتا ہے جو بچپن میں میرے دیکھنے میں آیا کرتا تھا۔ یہاں

## ایک معذور فقیر

ہوا کرتا تھا۔ اس کی یہ عادت تھی کہ اس کے پاس سے جو شخص بھی گذرتا اس سے ضرور کچھ نہ کچھ مانگتا وہ ہمیشہ اپنا سوال روپیہ سے شروع کرتا اور کہتا ایک روپیا دیتے جاؤ مگر یہ الفاظ کہتے ہی معاً اس کی طبیعت کہتی کہ یہ روپیہ نہیں دے گا اس لئے وہ اس کے ساتھ ہی کہہ دیتا اچھا اٹھنی ہی سہی اور بغیر وقفہ کے اس کے ساتھ زائد کر دیتا اچھا دونی ہی دیدو۔ پھر کہتا کہ چلو ایک ہی آنہ سہی اتنے میں گزرنے والا اس کے پاس پہنچ جاتا اور وہ کہتا دو پیسے ہی دے دو۔ اچھا ایک پیسہ ہی سہی۔ جب وہ آدمی اسے چھوڑ کر آگے گزر جاتا تو کہتا دھیلہ ہی دیتے جاؤ۔ ایک پکوڑا ہی سہی۔ اور جب وہ دور چلا جاتا تو زور سے آواز دیتا ایک مرچ ہی دیتے جاؤ۔ یہی حالت ان لوگوں کی آج ہو رہی ہے۔ مگر وہ وقت ایسا تھا کہ ان سے

## گورنمنٹ بھی ڈرتی تھی

چنانچہ گورنمنٹ پنجاب کے بعض ذمہ وار افسروں نے اس وقت ہمارے آدمیوں سے کہا تھا کہ بعض موقعوں پر ہم سمجھتے ہیں کہ احرار زیادتی کر رہے ہیں۔ مگر کوئی اقدام کرنے سے پہلے ہمارے لئے یہ دیکھنا بھی تو ضروری ہے کہ ہمارے اقدام کے نتیجہ میں عام مسلمانوں پر کیا اثر ہوگا۔

تو یہ چیز ایسی ہے جس کا انکار دشمن بھی نہیں کر سکتا۔ لاہور کے تمام مسلمان اخبارات باقاعدہ اس بات کو پیش کرتے اور اس کے متعلق مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ بلکہ

## ہمارے صوبہ کی سب سے بڑی طاقت

یعنی یونینسٹ پارٹی جو برسر حکومت ہے اور جسے قانون کے لحاظ سے حاکم اور بادشاہ کہنا چاہیئے۔ وہ خود اس نتیجہ کی سب سے بڑی شاہد ہے گو مجھ سے ایک ڈپٹی کمشنر نے بات کرتے وقت کہا کہ برطانوی گورنمنٹ فلاں چیز کی برداشت نہیں کر سکتی۔ مگر یہ کہتے ہوئے معاً انہیں خیال آیا کہ ہم دعوے تو اور کرتے رہتے ہیں اور میں نے اس موقعہ پر کہہ کیا دیا ہے اس لئے وہ یہ فقرہ کہتے ہی کہنے لگے آپ اس کو سلف گورنمنٹ کہہ لیں۔ یعنی موجودہ سلف گورنمنٹ برطانوی حکومت ہی ہے صرف اس کا نام بدل دیا گیا ہے۔ یہ اُس ڈپٹی کمشنر کے قول کا مطلب واقعہ میں ہے یا نہیں یہ یونینسٹ گورنمنٹ جانے۔ بہر حال ہمیں بتایا یہ جاتا ہے کہ اس وقت یونینسٹ گورنمنٹ حکومت کر رہی ہے اور یہی یونینسٹ گورنمنٹ اس نتیجہ کی سب سے بڑی شاہد ہے۔ کیونکہ اسے شکست دینے کے لئے احرار نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اس کے کم سے کم دو درجن ممبر ایسے ہیں جو ہماری مدد سے باوجود احرار کی مخالفت کے کامیاب ہوئے تھے

## دوسری شکست احرار کو

نمایاں طور پر یہ ملی کہ قادیان کے متعلق انہوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ہم نے اسے فتح کر لیا ہے اور قادیان کے علاقہ میں احمدیوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی تردید کا بھی سامان مہیا کر دیا۔ گو ہمارے بعض آدمی اس حکمت کو نہیں سمجھے۔ اور انہوں نے بغیر سوچے سمجھے یہ اعتراض کر دیا کہ جماعت کا روپیہ برباد کیا گیا ہے۔ حالانکہ روپیہ تو آنے جانے والی چیز ہے آج آتا ہے اور کل ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ یہ نہ کسی انسان کے پاس رہا۔ نہ کسی قوم کے پاس رہا نہ کسی ملک کے پاس رہا۔ ایک زمانہ میں ایک قوم دولت مند ہوتی ہے اور دوسرے زمانہ میں دوسری قوم دولت مند ہو جاتی ہے۔ ایک زمانہ میں ایک ملک دولت مند ہوتا ہے تو دوسرے زمانہ میں دوسرا ملک دولتمند ہوتا ہے۔ پس روپیہ آتا اور چلا جاتا ہے۔ مگر جو چیز رہ جاتی ہے۔ وہ نام اور شہرت ہوتی ہے۔ آخر غور کرو کہ وہ ساری دنیا کی حکومت جو مسلمانوں کے پاس تھی وہ اب کہاں ہے۔ وہ خلافت جس کے ذریعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حکومت کرتے تھے کہاں ہے۔ وہ حکومت جو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حاصل تھی۔ وہ کہاں ہے۔ وہ شوکت اور وہ عظمت جو حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو حاصل تھی۔ وہ کہاں ہے وہ دبدبہ اور وہ رُعب جو صحابہؓ کو حاصل تھا وہ اب کہاں ہے۔ وہ ملک چلے گئے۔ حکومت جاتی رہی مگر جو چیز آج بھی موجود ہے وہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سارٹفکیٹ ہے تو ملکوں کے ہاتھ سے نکل جانے نے انہیں نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ جو ان کی عزت تھی وہ آج بھی قائم ہے جب ملک ان کے پاس تھا تب بھی وہ رضی اللہ عنہم کے القاب کے مستحق تھے اور جب ملک نہیں رہا تب بھی انہیں رضی اللہ عنہم کہا جاتا ہے۔ گویا اصل قیمتی چیز رضی اللہ عنہم کا خطاب ہی ہے نہ کہ روپیہ یا جائداد یا حکومت اور یا دشاہت۔

تو روپیہ ایک آنی جانی چیز ہے۔ مگر بعض لوگ حکمتوں کو نہیں سمجھتے۔ اور چونکہ ان کے دماغ چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ بعض دفعہ کسی روپیہ کے خرچ کئے جانے پر اعتراض کر دیتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اسکے نتیجہ میں جماعت کی عزت کس قدر قائم ہوگئی۔ اب جو چیز میرے سامنے تھی وہ یہ تھی کہ قادیان کے متعلق دشمن نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہم نے اسے فتح کر لیا ہے۔ اور احمدیوں کو بالکل کچل کر رکھ دیا گیا ہے۔ یہاں بیٹھے ہوئے ایک شخص اس اعتراض کو معمولی خیال کرتا ہے۔ مگر سارے ہندوستان کو مدنظر رکھتے ہوئے بنگال۔ بمبئی۔ مدراس۔ یو پی۔ بہار۔ سندھ۔ صوبہ سرحدی میں جو احراری پروپیگنڈا احمدیہ جماعت کی موت کی نسبت کیا جا رہا تھا وہ ہماری تبلیغ کے راستہ میں بہت بڑی روک بن رہا تھا بلکہ دور کیوں جاؤ خود پنجاب کے دوسرے علاقوں میں یہ برا اثر پیدا کر رہا تھا اور لوگ خیال کرنے لگے تھے کہ شاید یہ لوگ سچ ہی کہہ رہے ہیں۔ اور اب احمدیہ جماعت ختم ہو رہی ہے۔ اور اس اثر کا دور کرنا نہایت ضروری تھا۔ پس میں نے چاہا کہ اس علاقہ میں احرار کا ممبری کے

درخواست دعا۔ میری اہلیہ محترمہ بیمار ہے۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں کہ خدا میرے معصوم بچوں کی ماں کی گود کو سلامت رکھے۔ خاکسار فیض احمد احمدی کلرک ٹرنکی قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے کھڑا ہوتا ایک خدا تعالےٰ کا پیدا کردہ موقعہ ہے جسے ضائع نہیں ہونے دینا چاہیئے اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اس موقعہ پر دنیا کو بتا دیں۔ کہ

## اس علاقہ میں ہماری طاقت

باوجود اقلیت ہونے کے ان سے زیادہ ہے۔ اور اس خیال سے میں نے احمدی امیدوار باوجود ہمارے بعض دوستوں کے شدید اصرار کے۔ کہ ایسا نہ کیا جائے۔ کھڑا کیا اور یہی جواب دیا کہ اس وقت ہمارے لئے یہ ایک اصولی سوال ہے۔ اور ہم اس ذریعہ سے احرار کے جھوٹے پروپیگنڈا کو باطل ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے باوجود آپ لوگوں کے اصرار کے ہم اپنے آدمی کو نہیں بٹھا سکتے۔ چنانچہ جب الیکشن کا نتیجہ نکلا تو بیشک اہل السنت والجماعت کا ایک نمائندہ کامیاب ہوگیا۔ مگر دوسرے نمبر پر احمدی نمائندہ تھا تیسرے نمبر پر احراری اور چوتھے نمبر پر دوسرا سنی۔ اب اس نتیجہ کو احرار کہاں چھپا سکتے تھے یہ پبلک کی آواز تھی جو ووٹوں کے ذریعہ ظاہر ہوئی۔ اور اس نے دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ یہ کہنا کہ احمدیوں کو قادیان کے علاقہ میں کچل دیا گیا ہے بالکل بے معنی دعوےٰ ہے۔ حقیقت اس میں کچھ نہیں۔ پس اس نتیجہ نے احرار کی آواز کو بالکل ختم کر دیا۔ اور اس کے بعد

## قادیان کی فتح کا نقارہ

بجتے کم از کم میں نے کبھی نہیں سنا۔ اس لئے کہ یہ نتیجہ سرکاری افسروں کے سامنے نکلا۔ اور انہوں نے بھی دیکھ لیا کہ احرار کی نسبت جماعت احمدیہ کے نمائندہ کو ووٹ زیادہ ملے ہیں۔ ایسے بیّن اور کھلے نتیجہ کو کوئی کہاں چھپا سکتا ہے۔

تو اللہ تعالےٰ نے

## پہلے دور میں

ہمیں زمین صاف کرنے کا موقعہ دیا۔ اور ادھر تو حکام پر حقیقت کھل گئی۔ اور اُدھر پبلک پر حقیقت کھل گئی۔ اور ہمیں جو خدشہ تھا کہ جماعت کی سبکی اور بدنامی ہو وہ جاتا رہا۔

دوسری طرف ہمیں

## حکومت کے بعض افسروں سے اختلاف

پیدا ہوگیا تھا ہمیں ان پر یہی غصہ تھا۔ کہ ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم باغی ہو اور حکومت کا تختہ الٹنے والے ہو حالانکہ ہم ایسے نہیں۔ ہم نے اس الزام کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایسے رنگ میں غلط ثابت کیا۔ کہ گورنمنٹ کو تقریراً اور تحریراً تسلیم کرنا پڑا۔ کہ ہم جماعت پر ایسا کوئی الزام نہیں لگاتے۔ اور یہ کہ اس نوٹس سے جو اس نے دیا۔ یہ مراد ہرگز نہیں تھی۔ کہ حکومت کے نزدیک جماعت احمدیہ نے سول نافرمانی یا

## کسی خلافِ امن فعل کے ارتکاب کا ارادہ

کیا ہے۔ چنانچہ حکومت پنجاب کی چٹھیوں کے علاوہ جب نائب وزیر ہند کے پاس شکائتیں پہنچتے ہوئے انہیں اس معاملہ کی طرف توجہ دلائی گئی۔ تو انہوں نے ایک خط کے ذریعہ اطلاع دی۔ کہ حکومت ہند کی طرف سے انہیں یقین دلایا گیا ہے۔ کہ حکومت پنجاب اور اس کے افسروں نے اس معاملہ میں جو کچھ بھی کیا ہے۔ اس کے کرتے وقت ان کے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں جس سے جماعت احمدیہ کے جذبات کو جس کی وفاداری پورے طور پر مسلم ہے۔ کسی طرح ٹھیس لگے۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ پہلے انہوں نے ہم پر

## بغاوت اور سول نافرمانی کا الزام

لگایا تھا۔

پھر ایک واقعہ ایسا ہے جسے گورنمنٹ کسی صورت میں بھی چھپا نہیں سکتی۔ میں نے کئی انگریز افسروں سے گفتگو کرتے ہوئے یہ واقعہ اُن کے سامنے رکھا ہے۔ اور انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ بعض حکام سے اس بارہ میں کوئی نہ کوئی غلطی ضرور ہوئی ہے۔ گویا وہ ایک ایسی واضح غلطی ہے۔ جس کو تسلیم کئے بغیر گورنمنٹ کے افسروں کے لئے کوئی چارہ ہی نہیں۔ اور وہ یہ کہ گورنمنٹ کے کسی افسر نے ایک دفعہ

## ایک خفیہ سرکلر

جاری کیا جو غالباً کئی ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کے نام بھیجا گیا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کی حالت گورنمنٹ کی نگاہ میں مشتبہ ہے۔ اس لئے اس کے افراد کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اب یہ ذرا حد سے نکل چلے ہیں۔ اور ان کے خیالات باغیانہ ہوگئے ہیں یہ سرکلر تمام ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کو یا بعض اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو بھیجا گیا۔ اور ہمیں بھی کسی طرح اس چٹھی کا پتہ لگ گیا۔ ہم نے جب گورنمنٹ سے اس چٹھی کے متعلق دریافت کیا۔ تو اس نے بالکل انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ایسی کوئی چٹھی نہیں بھیجی گئی۔ حالانکہ ہمیں خبر دینے والے نے بتایا تھا کہ یہ معتبر خبر ہے۔ جب مجھے اس بات کا علم ہوا۔ تو میں نے اس وقت کی گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلائی۔ (اس وقت تک موجودہ حکومت کا زمانہ نہ آیا تھا) گورنمنٹ نے ایسے سرکلر سے لاعلمی ظاہر کی۔ اور بالکل ممکن تھا کہ ہم اپنی اطلاع کو کسی غلط فہمی کا نتیجہ قرار دیتے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کا ایک تازہ بتازہ ثبوت ہم پہونچا دیا۔ اور وہ اس طرح کہ ادھر گورنمنٹ نے انکار کیا۔ کہ ہم نے کوئی ایسی چٹھی نہیں بھیجی۔ اور ادھر راولپنڈی کا ایک ہیڈ کانسٹیبل جلسہ سالانہ یا مجلس شوریٰ کے موقعہ پر (اس وقت مجھے یاد نہیں رہا) ضلع راولپنڈی کے ایک گاؤں میں گیا۔ اور اس نے احمدیوں سے کہا کہ تم مجھے اپنے نام لکھا دو تم میں سے کون کون قادیان جائیگا۔ کیونکہ سرکاری حکم آیا ہے۔ کہ

## احمدیوں کی نگرانی

رکھو۔ غرض اس نے وہاں کے احمدیوں سے اقرار لیا۔ کہ وہ اس موقعہ پر بغیر پولیس کو اطلاع کئے نہیں جائیں گے جب انہوں نے اس بات کی ہمیں اطلاع دی۔ تو ہماری طرف سے مقامی کارکنان کو ہدائت کی گئی۔ کہ وہ اس واقعہ کی تحقیق کریں۔ اور افسرانِ بالا سے ملکر معلوم کریں کہ اصل بات کیا ہے۔ جب انہوں نے تحقیق کی۔ اور وہ افسرانِ بالا سے ملے۔ تو پولیس کے افسروں نے انہیں یہ جواب دیا۔ کہ اصل بات یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک خفیہ چٹھی آئی تھی۔ کہ اس امر کی نگرانی رکھی جائے مگر اس ہیڈ کانسٹیبل نے شراب پی ہوئی تھی۔ جس کے نشہ میں اس نے بات کہہ دی۔ اور بجائے مخفی رکھنے کے خود احمدیوں سے اس کا ذکر کر دیا ورنہ ہمیں تو مخفی حکم ملا تھا۔ اور اب بہتر ہے۔ کہ آپ اس معاملہ کو دبا دیں اور زیادہ شور نہ کریں۔ کیونکہ ہماری بدنامی ہوتی ہے۔ اور اگر یہ راز کھلا تو اس ہیڈ کانسٹیبل کی شامت آجائے گی۔ اب یہ ایک ایسا واقعہ تھا۔ جس کا گورنمنٹ انکار کر ہی نہیں سکتی تھی۔ اور انہیں تسلیم کرنا پڑا۔ کہ کوئی غلط فہمی اس بارہ میں ہوگئی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ غلط فہمی ہو کس طرح گئی۔ اگر گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے کسی ذمہ وار

22 افسر کا کوئی آرڈر نہیں تھا۔ تو یہ ممکن کس طرح ہوگیا۔ کہ راولپنڈی کے ایک ہیڈ کانسٹیبل نے ایک دور دراز کے گاؤں میں جاکر احمدیوں کے نام لکھنے شروع کر دیئے۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ بغیر پولیس میں اطلاع دیئے تم قادیان نہیں جا سکتے۔ مگر خیر ہم کو ان بحثوں سے غرض نہیں۔ حکومت پنجاب نے علی الاعلان تسلیم کیا۔ کہ وہ کوئی ایسا الزام جماعت احمدیہ پر نہیں لگاتی۔ اور بالا گورنمنٹ نے بھی یقین دلایا۔ کہ جماعت احمدیہ کی وفاداری اس کے نزدیک مسلم ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے

## اپنے فضل سے حکومت کے مقابلہ میں

بھی ہمیں فتح دی۔ گو مخالفت کا سلسلہ ابھی تک اندرونی طور پر افسروں میں جاری ہے کیونکہ حکومت میں یہ مرض ہے کہ اسکا ایک معمولی سے معمولی افسر بھی کوئی بات کہدے۔ تو وہ اسے سچ تسلیم کریگی اور یہ گورنمنٹ کے تنزل اور بعض دفعہ اس کے لئے خرابی کے موجبات میں سے ایک بہت بڑا موجب ہے۔ ممکن ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب جب کہ گورنمنٹ میں ہندوستانی عنصر زیادہ ہو رہا ہے۔ یہ مرض کم ہونا شروع ہو جائے۔ مگر ابھی تک پرانی روایات چلتی چلی جاتی ہیں۔ اور حالت یہ ہے۔ کہ چاہے کوئی افسر کتنا جھوٹا کتنا فریبی اور کتنا ہی مکار کیوں نہ ہو۔ جو بات بھی وہ کہہ دے سارے اس کے پیچھے چل پڑیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ یہ بات بالکل سچی ہے۔ کیونکہ فلاں افسر نے یہ بات کہی ہے۔ اور ابھی تک ان کی طبیعت پر یہ اثر چلتا چلا جاتا ہے خصوصاً لوکل افسر تو اس مرض میں بہت حد تک مبتلا ہیں۔ اور وہ حقیقت کو سمجھ جانے کے باوجود سچائی اور دیانت کا طریق بعض دفعہ اس لئے اختیار نہیں کرتے کہ اگر ہم نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا تو گورنمنٹ کے پریسٹیج کو نقصان پہنچے گا۔ بہر حال ان دنوں میں اور آج کے ایام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پہلے وہ دھڑلے سے ہماری جماعت کو دبانے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ مگر اب وہ سوچ لیتے ہیں۔ کہ اس دبانے کا نتیجہ کیا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو جس رنگ میں بڑھایا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں

## چاروں طرف ترقی کے آثار

نظر آ رہے ہیں۔ کئی نئے ممالک ہیں جن میں احمدیت قائم ہوئی۔ ہزاروں لوگ ہیں۔ جو اس دوران میں احمدیت میں داخل ہوئے۔ بلکہ ہمارے قریب کے علاقہ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت نے ترقی کرنی شروع کر دی ہے۔ اور بعض جگہ بالکل نئی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ اور بعض جگہ پہلے چھوٹی جماعتیں تھیں۔ مگر اب بہت بڑی جماعتیں ہو گئی ہیں۔ چنانچہ ابھی ایک صاحب نے جو آ کر کہا ہے کہ انتظام ہو گیا ہے۔ وہ اسی امر کے متعلق تھا۔ کہ ایک جگہ کی نئی جماعت نے خواہش کی تھی۔ کہ انہیں جمعہ پڑھانے کے لئے کوئی آدمی بھجوایا جائے۔ ہمارے افسر انتظام کرنا

بھول گئے۔ اور جمعہ کو آتے ہوئے مجھے شاہ صاحب سے اس کا علم ہوا۔ اور میں نے آدمی بھجوایا کہ ابھی خطیب کا انتظام کر کے مجھے اطلاع دی جائے تا ان لوگوں کی دل شکنی نہ ہو۔ اس جگہ بھی بیس سال سے نہایت مختصر جماعت تھی۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی جماعت ہو گئی ہے۔

میں آج یہ بھی بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میرے دل پر ان گالیوں کی وجہ سے

## ایک ناخوشگوار اثر

تھا۔ جو احرار ایجی ٹیشن کی وجہ سے ہمیں ملتی رہی ہیں۔ اور اب بھی مل رہی ہیں۔ کیونکہ گالیاں فتح اور شکست سے تعلق نہیں رکھتیں۔ بلکہ گرا ہوا آدمی زیادہ گالیاں دیا کرتا ہے۔ بہر حال میری طبیعت پر یہ اثر تھا۔ کہ مسلمانوں نے اس موقعہ پر ہمارے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کیا۔ اور مجھے ان کی طرف سے رنج تھا۔ شاید میرا گزشتہ سفر اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت اسی غرض کے لئے تھا۔ کہ تا میری طبیعت پر جو اثر ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ میں نے اس سفر میں یہ اندازہ لگایا ہے۔ کہ میرا وہ اثر کہ مسلمان شرفاء بھی اس گند میں مبتلا ہیں۔ اس حد تک صحیح نہیں جس حد تک میرے دل پر اثر تھا۔ مجھے اس سفر میں

## ملک کا ایک لمبا دورہ

کرنے کا موقع ملا ہے۔ پہلے میں سندھ گیا۔ وہاں سے بمبئی گیا۔ بمبئی سے حیدرآباد چلا گیا۔ اور پھر حیدرآباد سے واپسی پر دہلی سے ہوتے ہوئے قادیان آ گیا۔ اس طرح گویا نصف ملک کا دورہ ہو جاتا ہے۔ اس سفر کے دوران میں شرفاء کے طبقہ کے اندر میں نے جو بات دیکھی ہے۔ اس سے جو میرے دل میں مسلمانوں کے متعلق رنج تھا۔ وہ بہت کچھ دور ہو گیا ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ شریف طبقہ اب بھی وہی شرافت رکھتا

ہے۔ جو شرافت وہ پہلے رکھتا تھا۔ اور ان خیالات سے جو احرار نے پیدا کرنے چاہے تھے۔ وہ متاثر نہیں۔ بلکہ ان کی گالیوں کی وجہ سے وہ ہم سے بہت کچھ ہمدردی رکھتا ہے۔ اگر مجھے یہ سفر پیش نہ آتا تو شائد یہ اثر دیر تک میرے دل پر رہتا اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ

## اللہ تعالیٰ کا احسان

ہے۔ کہ اس نے مجھے اس سفر کا موقع دیا اور وہ اثر جو میرے دل پر تھا۔ کہ اتنے گند میں مسلمانوں کا شریف طبقہ کس طرح شامل ہو گیا۔ وہ اس سفر کی وجہ سے دور ہو گیا۔ حیدرآباد میں میں نے دیکھا کہ جس قدر بھی بڑے آدمی تھے۔ الا ماشاء اللہ تھوڑے سے باہر بھی رہے ہونگے۔ وہ ان پارٹیوں میں شامل ہوتے رہے جو میرے اعزاز میں وہاں دی گئیں۔ ان لوگوں میں وزراء بھی تھے۔ امراء بھی تھے اور نواب بھی تھے۔ چنانچہ نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر نے جو پارٹی دی اس میں بہت سے نواب شامل ہوئے اور سارے سو دو سو کے قریب معززین ہونگے۔ جو اکٹی ٹی پارٹی میں شامل ہوئے۔ اسی طرح دوسری جگہوں میں بھی میں نے دیکھا کہ شرفاء۔ آفیسرز۔ ججز اور بڑے بڑے امراء ان دعوتوں میں شریک ہوتے رہے اور میں دیکھتا رہا کہ ان کے دلوں میں یہ احساس ہے۔ کہ احرار کی طرف سے ہم پر سخت مظالم توڑے گئے ہیں۔ بلکہ بہتوں نے بیان بھی کیا کہ ہم تسلیم کرتے ہیں جماعت احمدیہ مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے بہت کچھ کر رہی ہے۔ اسی طرح دہلی میں جو ایک دو تقریبات ہوئیں۔ ان میں میں نے دیکھا کہ شہر کے ہر طبقہ کے لوگ اور بڑے بڑے دوست شامل ہوتے رہے۔ مسلمانوں میں سے زیادہ اور ہندوؤں اور سکھوں میں سے قلیل۔ اور یہ قدرتی بات ہے۔ کہ جس شخص کے اعزاز میں کوئی تقریب پیدا کی جائیگی۔ اس میں وہی لوگ زیادہ بلائے

جائینگے جو اس کے ہم مذہب ہونگے۔ پس ان دعوتوں میں ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوئے اور ان کی باتوں سے میں نے معلوم کیا کہ درحقیقت احرار کا یہ دعویٰ کہ انکا مسلمانوں پر بہت بڑا اثر ہے۔ اور یہ کہ وہ گند جسے شرافت برداشت بھی نہیں کر سکتی مسلمانوں کے دلوں میں گھر کر چکا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اور اسطرح میرے ان خیالات کا ازالہ ہوا جو شرفاء کے متعلق میرے دل میں پیدا ہو چکے تھے۔ اور میں نے سمجھا کہ اگر ان ایام میں مسلمان خاموش رہے تھے۔ تو محض مخالفت کی ہیبت کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ احرار کا ان کے دلوں پر کوئی اثر ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بدظنی کے گناہ سے بچا لیا۔ مجھے پرسوں اترسوں ہی حیدرآباد سے ایک معزز آدمی کا خط ملا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ میں خود آپ سے ملنا چاہتا تھا۔ کہ دیکھوں تو جس شخص کی اسقدر تعریف اور اس قدر مذمت ہوتی ہے۔ وہ ہیں کیسے۔ خیالات ہر شخص کے مختلف ہوتے ہیں اس لئے لحاظ سے جو چاہے آپکے متعلق کہہ لیا جائے۔ مگر اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ آپ کے اخلاق اور آپ کی محبت ناقابل اعتراض اور ناقابل تقلید ہے۔ یہی اثر میں سمجھتا ہوں۔ عام طور پر دوسرے لوگوں کے دلوں پر بھی تھا۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اس گند سے متاثر ہوتے۔ سوائے چند لوگوں کے باقی تمام شرفاء صورت حالات کو حیرت سے دیکھتے تھے۔ اور خواہش رکھتے تھے کہ ہم معلوم کریں۔ یہ کیسی جماعت ہے۔ اور اسکا امام کیسا شخص ہے۔ پس احرار کے گند سے مسلمانوں کے شریف طبقہ میں صرف تجسس پیدا ہوا۔ ایک رو تحقیق کی پیدا ہوئی۔ اس سے زیادہ انہوں نے کوئی اثر قبول نہیں کیا۔ اسیطرح میرے یہاں پہنچنے پر دو چار دن کے بعد ایک مشہور مسلمان لیڈر نے جنہیں گورنمنٹ کی طرف سے سر کا خطاب بھی ملا ہوا ہے۔ مجھے لکھا کہ میں آپکے سفر کے حالات اخبار میں غور سے پڑھتا رہا ہوں اور میں اس دورہ کی کامیابی پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ حالانکہ انکا اس سفر سے کوئی واسطہ نہ تھا نہ وہ ان شہروں میں سے کسی ایک میں رہتے تھے۔ جہاں میں گیا۔ نہ وہ ان علاقوں کے باشندے ہیں۔ ایک دور دراز کے علاقہ میں وہ رہتے ہیں اور مسلمانوں کے مشہور لیڈر ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر انہوں نے بھی اس دورہ کی کامیابی پر مبارکباد کا خط لکھنا ضروری سمجھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شرفاء کے دلوں میں ایک کرید تھی۔ اور بجائے اس گند سے متاثر ہونے کے شریف طبقہ ایک تجسس کی نگاہ سے تمام حالات کو دیکھ رہا تھا۔ اور اندرونی طور پر وہ ہم سے ہمدردی رکھتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں ان حالات میں مسلمانوں کے متعلق میری بدظنی گناہ کا موجب تھی۔ اور میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے مجھے اس سفر کا موقع دے دیا۔ تا وہ خیال جو ایک شکوہ کے رنگ میں مسلمان شرفاء کے متعلق میرے دل میں پیدا ہو چکا تھا کہ انہوں نے وہ امید پوری نہیں کی۔ جو ان پر مجھے تھی وہ دور ہو جائے۔ چنانچہ مجھ پر اس سفر نے یہ ثابت کر دیا کہ میرا پہلا خیال غلط تھا۔ اور درحقیقت ان کی خاموشی صرف ہیبت کی وجہ سے تھی ورنہ شریف دل میں شریف ہی تھے۔ اور وہ اس گند کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جو احرار کی طرف سے اچھالا گیا۔ مگر میں نے بتایا ہے کہ

## دور اوّل کے بعد دور ثانی کی ضرورت ہے

دور اول زمین کی صفائی کے لئے تھا۔ اب دور ثانی میں تعمیر کی ضرورت ہے۔ اور تعمیر کا کام تخریب سے بہت زیادہ اہم ہوتا ہے۔ پس جو تخریبی حصہ تھا۔ یعنی دشمنوں کی کوششوں کو باطل کرنا۔ اور ان کو ان کے مقصدوں میں ناکام و نامراد کرنا یہ خدا تعالےٰ کے فضل سے پورا ہو چکا۔ اب تعمیری حصہ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جو دنیا میں ایسی فضاء اور ایسا رنگ پیدا کر دے۔ جو ان مقاصد کو پورا کرنے میں ممد ہو۔ جن مقاصد کو پورا کرنے کے لئے احمدیت قائم ہوئی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان مقاصد کا پورا ہونا صرف احمدیت کے لئے ہی خاص طور پر مفید نہیں۔ بلکہ اسلام کے لئے بھی مفید اور بابرکت ہے۔ اور پھر صرف اسلام کے لئے ہی ان مقاصد کا پورا ہونا مفید نہیں۔ بلکہ جس قسم کا مذہبی، سیاسی، تعلیمی، تمدنی اور اقتصادی ماحول ہم پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دنیا کے لئے بھی مفید اور ضروری ہے یہ

## عظیم الشان ماحول

ہم نے پیدا کرنا ہے۔ مگر ہماری موجودہ حالت تو ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ ہماری تعداد نہایت قلیل ہے۔ اور جب ہم کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں ایسا انقلاب پیدا کر کے رہیں گے۔ تو دنیا ہم پر ہنستی ہے۔ اور کہتی ہے یہ پاگل ہو گئے ہیں۔ مگر آج تک دنیا میں جس قدر عظیم الشان کام ہوئے ہیں وہ ایسے ہی لوگوں سے ہوئے ہیں جنہیں پاگل کہا گیا۔ اور ایسی ہی جماعتوں نے انقلاب برپا کیا ہے۔ جنہیں مجنون قرار دیا گیا۔ پس پاگل کا لقب ہمارے لئے کوئی گالی نہیں بلکہ خوشی کا موجب ہے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں ہماری انبیاء سابقین کی جماعتوں سے ضرور ایک گہری مشابہت ہے۔ کیونکہ جس طرح انہیں پاگل کہا گیا۔ اسی طرح لوگ آج ہماری جماعت کو پاگل کہتے ہیں۔ لیکن بہر حال ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ احمدیت کی ترقی کے لئے ہمیں ایک عظیم الشان جدوجہد کی ضرورت ہے اور جیسے جیسے احمدیت کو ترقی ہو گی ویسے ویسے اسلام بھی ترقی کرتا چلا جائیگا اور جوں جوں اسلام دنیا میں ترقی کرے گا توں توں دنیا بھی مذہبی اور سیاسی اور تمدنی اور اقتصادی پہلوؤں کے لحاظ سے ترقی کرتی چلی جائے گی۔ کیونکہ اسلام باقی اقوام کو مٹا کر مسلمانوں کو نہیں بڑھاتا بلکہ باقی اقوام کو بڑھا کر مسلمانوں کو اور آگے لے جاتا ہے۔ چنانچہ جب کبھی دنیا میں اسلامی اصول پر ترقی ہو گی۔ ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کو بھی ترقی ہو گی۔ اور نہ صرف ہندوؤں۔ سکھوں اور عیسائیوں کو ترقی ہو گی۔ بلکہ دنیا کے ہر مذہب کے تبع کے لئے ترقی کے راستے کھولے جائیں گے۔ اور ہر شخص کے لئے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا پابند ہو ترقی کی طرف قدم بڑھانے کی گنجائش رکھی جائے گی بعض نادان اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ہمیشہ ایسے موقع پر قادیان کا حوالہ دے دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں آئندہ تو جو ہوگا سو ہوگا۔ ابھی آپ کو قادیان میں تھوڑا سا غلبہ حاصل ہے اور آپ نے اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

## ہندوؤں اور سکھوں سے لین دین

پر پابندی عاید کر رکھی ہے۔ حالانکہ میں نے بارہا بتایا ہے۔ کہ یہ پابندی محض بعض فسادات سے بچنے کی وجہ سے عاید کی گئی ہے۔ ورنہ ہم قادیان سے باہر ہر جگہ ہندوؤں۔ سکھوں سے لین دین رکھتے ہیں۔ گو یہ قدرتی بات ہے کہ انسان اپنی قوم کو ترجیح دیتا ہے۔ اور ہم بھی تجارتی لین دین میں ایک مسلمان کہلانے والے کو فائدہ پہنچانا پسند کرتے ہیں۔ لیکن بہرحال ہمارا ہندوؤں اور سکھوں سے کوئی مقاطعہ نہیں ہوتا۔ اور ہم ان سے کھلے طور پر لین دین رکھتے ہیں۔ قادیان میں اگر یہ پابندی عاید ہے تو صرف دفاعی طور پر۔ ورنہ ہم نے ان کا مقاطعہ اب بھی نہیں کیا ہوا۔ بلکہ ایسے ہندو اور سکھ جو ہماری ناواجب مخالفت نہیں کرتے۔ ان سے ہمارا لین دین قادیان میں بھی جاری ہے۔ اور میں قادیان کی حالت کو بھی جیسا کہ میں اشارہ کر چکا ہوں جلد سے جلد بدلنا چاہتا ہوں۔ اور یہاں کے قوانین میں بھی اصلاح کرنا چاہتا ہوں لیکن میری یہ عادت ہے کہ جب دشمن کی تلوار سر پر لٹک رہی ہو۔ تو اس وقت میں اس کی بات نہیں مانا کرتا۔ اور مجھے افسوس ہے کہ جب کبھی یہاں کے لوگوں نے مجھ سے صلح کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو ہمیشہ ایسی ہی صورت میں کہ پہلے کوئی ہم پر مقدمہ کرا دیا یا فساد کھڑا کرا دیا۔ اور پھر چاہا کہ ہم سے سمجھوتہ کر لیں۔ حالانکہ میں ایسے مواقع پر سمجھوتہ نہیں کیا کرتا۔ میں ہمیشہ ایسے موقع پر ہی سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہوا کرتا ہوں۔ جب میرا ہاتھ دینے والا ہو۔ اور ان کا ہاتھ لینے والا۔ لیکن جب کوئی ڈنڈا لے کر میرے سر پر آ چڑھے اور کہے کہ مجھ سے صلح کر لو۔ تو پھر میں اس کی بات نہیں مانا کرتا۔

مجھے تعجب آتا ہے کہ میری عمر پچاس سال کے قریب ہونے کو آ گئی۔ صرف چند ماہ اس میں باقی ہیں۔ اور میں تمام عمر اسی قادیان میں رہا۔ یہیں پیدا ہوا۔ یہیں بڑھا۔ یہیں جوان ہوا۔ اور یہیں پچاس سال کی عمر تک پہنچا۔ مگر اب تک یہاں کے ہندوؤں اور سکھوں نے میری طبیعت کو نہیں سمجھا۔ میری طبیعت یہ ہے۔ اور یہی طبیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی تھی۔ بلکہ نرینی لحاظ سے گو حالت کچھ ہی ہو یہی طبیعت ہمارے دادا صاحب کی بھی تھی۔ کہ وہ کسی سے

## دب کر صلح

نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے خاندان نے دو حکومتوں کے تغیر کے وقت سخت نقصان اٹھایا ہے جب سکھ آئے تب بھی اور جب انگریز آئے تب بھی۔ کیونکہ یہ ہماری طبیعت کے خلاف ہے۔ کہ ہم کسی کے سامنے 223 سر جھکا کر کھڑے ہوں۔ اسی لئے جب سکھ آئے تو نہ سکھوں کے آگے ہم جی حضور کرتے رہے۔ اور نہ جب انگریز آئے تو انگریزوں کے آگے ہم نے جی حضور کیا۔ گو ہمارے خاندان نے سکھوں اور انگریزوں دونوں سے تعاون بھی کیا۔ اور ان کی مدد بھی کی اور ان لوگوں سے زیادہ مدد کی جو جی حضور کرتے رہتے تھے۔ مگر پھر بھی وہ کبھی انگریزوں کے آگے گردن جھکا کر کھڑے نہیں ہوئے۔ یہ ایک خاندانی اثر ہے۔ جو میرے اندر پایا جاتا ہے۔ اور مذہب نے اسے اور زیادہ رنگ دے دیا ہے۔ تو اگر یہاں کے ہندو اور سکھ درست طریق عمل اختیار کرتے تو یقیناً باہمی جھگڑے اس حد تک نہ پہنچتے جس حد تک اب پہنچے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ پہلے دھمکی دی اور پھر صلح کرنے کی خواہش کی۔ اور دھمکی سننے کے بعد فطرتاً میں صلح کرنے سے انکار پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس گو میں نے کئی دفعہ کوشش کی کہ باہم صلح ہو جائے۔ مگر حالات ہمیشہ اس رنگ میں بدلتے رہے۔ کہ ان کی کوئی نہ کوئی دہمکی میرے سامنے آگئی اور مَیں اپنا قدم پیچھے ہٹانے پر مجبور ہو گیا۔ مثلاً جب مذبح کا سوال اٹھا۔ اسوقت میری نیت یہی تھی۔ کہ میں

## قادیان میں مذبح

جاری نہیں ہونے دونگا۔ مگر بغیر میری اجازت کے بعض لوگوں نے مذبح کھلوانے کے متعلق درخواستیں دے دیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ سکھ لوگ جھٹکہ کی دوکان کھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں نے اسوقت صلح کی کوشش کی۔ لیکن ابھی میری کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تھا۔ کہ مَیں چند روز کے لئے لاہور چلا گیا۔ وہاں قادیان کے بعض ہندوؤں کا ایک وفد میرے پاس آیا۔ اور اس نے مجھ سے شکایت کی کہ قادیان میں مذبح کھلنے والا ہے۔ مَیں اس کا تدارک کروں۔ میں نے ان سے کہا کہ ایک طرف آپ لوگ اپنی مشکلات کو پیش کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف سکھوں نے جھٹکہ کا کام شروع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ ان حالات میں مَیں قادیان جاکر اور فریقین کے حالات سنکر ہی کوئی فیصلہ کر سکتا ہوں۔ اور انہیں تسلی دلائی کہ جس حد تک ممکن ہوگا۔ میں ایسی صورت اختیار کرونگا۔ کہ طرفین کی ضروریات اور احساسات کا لحاظ رکھا جائے۔ پس آپ قادیان میں مجھ سے ملیں۔ چنانچہ میں اپنا سفر منقطع کر کے دوسرے ہی دن قادیان آگیا۔ حالانکہ میرے برادرِ نسبتی میجر تقی الدین احمد صاحب انہی دنوں ولایت سے پڑھ کر آئے تھے۔ اور قدرتی طور پر ان کی ہمشیرہ کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ وہ اپنے بھائی کے پاس چند دن رہیں۔ مگر معًا وہاں کی اقامت کو قطع کر کے مَیں واپس آگیا۔ مگر انہیں نہ معلوم کس نے ورغلا دیا۔ کہ باوجود اس کے کہ میں نے ان سے کہا تھا۔ وہ قادیان میں مجھ سے ملیں اور باوجودیکہ مَیں ان کی خاطر سفر منقطع کر کے واپس آگیا تھا۔ وہ مجھ سے ملنے نہ آئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب بات اور زیادہ پختہ ہو گئی۔ تو پھر ہندوؤں کا ایک وفد میرے پاس آیا۔ میں نے ان سے کہا اب کئی قوموں کا سوال پیدا ہو چکا ہے۔ ایک طرف غیر احمدیوں نے اس معاملہ میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔ دوسری طرف سکھوں نے جھٹکہ کا سوال چھیڑ کر میری پوزیشن نازک کر دی ہے۔ کیونکہ ذبیحہ گائے کا روکنا احساسات کے احترام پر مبنی ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ شکایت پیدا ہو چکی ہے۔ کہ جب دوسرا فریق ہمارے احساسات کا خیال نہیں رکھتا۔ تو ہمیں اس کے احساسات کے لئے اس قدر بڑی قربانی کرنے پر کیوں مجبور کیا جاتا ہے۔ پس میں نے ان سے کہا کہ آپ پہلے مجھے سکھوں سے اور اپنی جماعت کے علاوہ دوسرے مسلمانوں سے بات کرنے کا موقع دیں میں دونوں فریق کو سمجھا کر ایسی صورت پیدا کروں گا۔ کہ آپ لوگوں کی دل شکنی نہ ہو۔ میں نے انہیں یہ بھی کہا کہ میں نے اپنے ذہن میں ایسی سکیم سوچ بھی لی ہے۔ جس سے احمدیوں اور غیر احمدیوں کی بھی دلجوئی ہو جائے گی۔ اور سکھ بھی مان جائیں گے۔ مگر میں نے کہا اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ سکھ مجھ سے الگ ملیں اور آپ الگ اگر آپ اکٹھے ہو کر میرے پاس آئے تو معاملہ بگڑ جائے گا۔ کیونکہ سکھوں میں سے کچھ لوگ آپ سے یہ کہتے رہے ہیں۔ کہ ہم خون کی ندیاں بہا دینگے مگر مذبح نہیں بننے دیں گے۔ جب وہ آپ کے سامنے ہوں گے۔ تو انہیں وہ باتیں یاد آجائیں گی۔ اور وہ اپنی زبان بدلنے میں شرم محسوس کریں گے پس مناسب ہے۔ کہ میں ان سے الگ بات کروں۔ چنانچہ اس پر وہ لوگ چلے گئے۔ اور میں نے اپنے ذہن میں ایک ایسی سکیم سوچ لی جس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں میں سمجھتا تھا کہ تینوں قوموں کی دلجوئی ہو جائے گی لیکن میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب دوسرے تیسرے ہی دن ایک آریہ صاحب دو سکھوں کو لے کر میرے پاس آگئے اور کہنے لگے۔ آپ سکھوں سے بات کرنا چاہتے تھے۔ سو یہ لوگ آگئے ہیں۔ میں نے انہیں کہا میں نے تو یہ کہا تھا۔ کہ مَیں خود قادیان کے سکھوں کو بلواؤنگا۔ یہ تو نہیں کہا تھا۔ کہ آپ انہیں لے آئیں لیکن بہر حال میں نے ان سے گفتگو شروع کر دی۔ اور میں نے کہہ دیا۔ کہ اب اس گفت و شنید کا جو نتیجہ نکلے اس کی ذمہ واری مجھ پر نہیں ہو گی۔ کیونکہ میری ہدایت کے خلاف کام کیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ جو صاحب سکھوں کو میرے پاس لائے تھے۔ وہ ایسے ہی تھے۔ جو صلح نہیں چاہتے تھے۔ اور وہ لڑائی جھگڑے کے متعلق متہم تھے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ جس کا خطرہ تھا۔ میں ان سے گفتگو کے دوران میں یہ ذکر کر رہا تھا۔ کہ میرے دادا صاحب نے اور بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور ان کے بعد میں نے بھی قادیان میں گائے کے ذبیحہ کو محض اس وجہ سے روکے رکھا کہ اس وقت تک۔ اس کی اقتصادی طور پر زیادہ ضرورت معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اور ہم پسند نہیں کرتے تھے۔ کہ خواہ مخواہ ہماری ہمسایہ اقوام کا دل دکھایا جائے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب بعض لوگوں نے قادیان کے ایک ملحقہ گاؤں سے مذبح کی درخواست دی تو میں نے خود ڈپٹی کمشنر صاحب کو کہلوا کر مذبح کو رکوا دیا تھا۔ اس پر ایک سکھ صاحب بولے آپ بالکل غلط کہتے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ مذبح کے کھولے جانے پر زور دیا ہے۔ مگر جب چاروں طرف سے آپ کو ناکامی ہوئی تو آپ نے اب یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ میں نے خود مذبح رکوایا تھا۔ میں نے ان ہندو صاحب کی طرف دیکھا اور کہا دیکھ لیا۔ میں نہ کہتا تھا کہ آپ مجھے اکٹھے نہ ملیں۔ ورنہ صلح کی گفتگو درمیان میں ہی رہ جائے گی۔ اس پر دوسرے سکھ صاحب جو جتھے دار تھے۔ وہ کہنے لگے۔ ان کی بات جانے دیجئے۔ یہ بڑی جلدی غصہ میں آجاتے ہیں۔ اور بات کو سمجھتے نہیں۔ اب میں آپ سے گفتگو کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ غصہ میں نہ آنے والے صاحب فرمانے لگے۔ صلح بڑی اچھی چیز ہے۔ میں نے کہا یقینًا۔ وہ کہنے لگے پھر کوئی ایسی کوشش ہونی چاہیئے۔ جس سے یہ مذبح کا سوال جاتا رہے یہاں تک تو بڑی اچھی گفتگو تھی۔ مگر اس کے معًا بعد وہ کہنے لگے۔ ورنہ یاد رکھئے سکھ یا مر جائیں گے۔ یا مار دیں گے۔ اور خون کی ندیاں بہا دیں گے۔ میں نے کہا۔ بس پہلے آپ اس فقرہ کو پورا کر لیں۔ آپ نے جتنی ندیاں بہانی ہیں۔ وہ بہا لیں۔ اور اگر ایسی دھمکیوں سے ہی مذبح کو روکنا چاہتے ہیں۔ تو روک کر دیکھ لیں۔ میں اس سے ہر گز نہیں رکوں گا۔ چنانچہ وہ اٹھ کر چلے گئے۔ اور پھر جیسا کہ ساری دنیا کو معلوم ہے۔ مذبح بنا اور اب تک خدا تعالےٰ کے فضل سے جاری ہے۔ اب دیکھو کس طرح بات کو بدل کر کچھ کا کچھ بنا دیا گیا اس کے بعد

## میں نے پھر بھی کوشش جاری رکھی

اور ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں ہندوؤں اور سکھوں کو مخاطب کر کے لکھا کہ آپ کے نزدیک اگر کوئی ایسی راہ ہے۔ جس سے مسلمان اپنی ضروری غذا کو بھی حاصل کر سکیں۔ اُن کی مذہبی اور اخلاقی حالت بھی درست رہے اور ان کے ہمسایوں کے جذبات بھی ناواجب طور پر زخمی نہ ہوں۔ تو مجھے اس سے مطلع کیا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ہر وہ تجویز جس سے ہندوؤں اور سکھوں کے احساسات کا ممکن سے ممکن حد تک خیال رکھکر ذبح کو جاری کیا جاسکے قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس پر جہاں تک میرا اختیار اور میری طاقت ہے عمل کرنے کا ذمہ وار ہوں۔ مگر ضروری ہے۔ کہ ایسا قاعدہ صرف قادیان کیلئے نہ ہو۔ بلکہ ہر جگہ کے لئے ہو۔ کیونکہ اگر قادیان میں امن ہو جائے۔ لیکن باقی ملک میں فسادات ہوتے رہیں۔ تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا پس چاہیئے کہ ہم ایک عام قاعدہ بنالیں۔ اور اس کے مطابق قادیان میں بھی عمل ہو۔ اور دوسری جگہوں میں بھی۔ میں نے انہیں یہ بھی لکھا۔ کہ اگر فلاں تاریخ تک اس کا جواب مجھے نہ ملا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ صلح کی خواہش نہیں رکھتے۔ میرے اس خط پر دو سکھ لیڈروں نے اور ایک بہت بڑے ہندو لیڈر نے جواب دیا۔ میں ان صاحبان کا نام نہیں لیتا۔ کہ تا ان کی پوزیشن خراب نہ ہو۔ ہندو لیڈر صاحب نے جو اس وقت ہندوستان کے چوٹی کے لیڈروں میں سے ہیں لکھا۔ کہ مجھے معلوم ہے آپ ہمیشہ ہندوؤں سے نیک سلوک کرتے چلے آئے ہیں۔ اور میں آپ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ اس موقعہ پر بھی آپ صلح کی کوشش کریں اور ہندوؤں نے اگر کوئی زیادتی کی ہے۔ تو معاف کر دیں۔ سکھ لیڈروں میں سے ایک سکھ لیڈر نے جو بہت بڑے زمیندار ہیں۔ اور سر کا خطاب بھی رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ جواب دیا۔ کہ آج کل میں شملہ میں ہوں۔ میں پنجاب میں آکر اس جھگڑے کا کوئی نہ کوئی فیصلہ کر دونگا۔ آپ مجھے کچھ مزید مہلت دیں دوسرے سکھ لیڈر نے جو سکھوں کے مذہبی لیڈر اور ایک بہت بڑی تعلیم گاہ کے ایک بڑے عہدیدار ہیں مجھے لکھا۔ کہ ہم کو گائے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ نادانوں کی باتیں ہیں کہ وہ ذبیحہ گائے کو ناپسند کرتے ہیں سکھوں کا ایسی باتوں سے کوئی واسطہ نہیں ہمارے نزدیک چاہے مذبح کھلے یا نہ کھلے کیساں بات ہے۔ یہ سکھوں کے ایک بہت بڑے مذہبی لیڈر کے خیالات تھے۔ مگر میں نے اس خط کو شائع نہیں کیا۔ تا کہ سکھوں میں ان کی پوزیشن کمزور نہ ہو جائے۔ بہرحال ان خطوط میں سے صرف ایک خط ہی ایسا تھا۔ جس کے جواب کا مجھے مزید انتظار کرنا چاہیئے تھا

چنانچہ میں نے ایک لمبے عرصہ تک انتظار بھی کیا۔ مگر ان صاحب نے سمجھوتہ کی کوئی کوشش نہ کی۔ غالباً انہوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ معاملہ دب گیا ہوگا۔ کیونکہ شملہ سے نیچے اتر کر انہوں نے پھر خبر بھی نہ دی۔ کہ میں پنجاب آگیا ہوں اور اس جھگڑے کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد پھر میرے پاس

## ہندوؤں کے وفود

آئے۔ مگر میں نے انہیں یہی کہا۔ کہ اگر کوئی فیصلہ کرنا ہے۔ تو اکٹھا کر لو۔ یعنی یہ نہ ہو۔ کہ وہ صرف قادیان کے متعلق ہو۔ بلکہ وہ فیصلہ ہر جگہ کے متعلق ہونا چاہیئے۔ اگر یہ فیصلہ ہو۔ کہ مذبح نہیں کھلنا چاہیئے۔ تو ہم اپنا بنا بنایا مذبح گرا دینگے۔ اور اگر بعض شرائط کے ساتھ مذبح کے کھلنے کا فیصلہ ہو۔ تو ان شرائط کا لحاظ رکھینگے۔ مگر جس رنگ میں آپ لوگوں کی طرف سے کوشش کی جاتی ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ اور میں اس طرح ماننے کے لئے تیار نہیں۔ یہی حال لین دین کے معاملات کا بھی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ یہ پابندی ہندوؤں پر اتنی گراں نہیں گذرتی جتنی مجھ پر گذرتی ہے۔ مجھ سے کئی ہندو لیڈروں نے جب اس کے متعلق گفتگو کی ہے۔ تو میں نے انہیں کہا ہے۔ کہ آپ قادیان آئیں۔ اور قومیت کے خیال کو نظر انداز کرتے ہوئے دیانتداری اور انصاف کے ساتھ تمام حالات کو دیکھکر فیصلہ کریں۔ پھر آپ پر خود بخود روشن ہو جائے گا۔ کہ ہماری زیادتی ہے یا نہیں مگر کسی نے یہ جرأت نہیں کی۔ کہ وہ قادیان آئے اور بچشم خود حالات دیکھکر اور تمام واقعات سُنکر رائے قائم کرے۔ اور اگر کسی نے حالات سُنے ہیں۔ تو اس نے اقرار کیا ہے۔ کہ ان حالات میں آپ نے جو پابندی عاید کی ہے۔ اُس میں آپ حق بجانب ہیں۔ تو یہاں کے ہندوؤں اور سکھوں کی جو مثال ہے وہ بالکل اور رنگ رکھتی ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے۔ کہ

## احمدیت کی ترقی سے دوسری قوموں کا تنزل نہیں

بلکہ ان کی ترقی ہے۔ اور احمدیت کی ترقی میں اسلام کی ترقی ہے۔ اور اسلام کی ترقی میں دنیا کی ترقی ہے۔ تیرہ سو سال کے واقعات اس پر شاہد ہیں۔ کہ اسلام نے جب بھی ترقی کی دوسری اقوام کو بھی اس نے ترقی کی شاہراہ پر لا ڈالا۔ اور کسی قوم کو اس نے نہیں گرایا۔ آج دنیا پر نگاہ دوڑا کر دیکھ لو۔ یہود کا کیسا عبرتناک حال ہے۔ مگر تیرہ سو سال تک مسلمانوں نے اس قوم کو اپنے ممالک میں آباد رکھا ہے اس کے مقابلہ میں جرمنی ایک سو سال تک بھی یہود کا اپنے اندر رہنا برداشت نہیں کر سکا۔ اور آج بھی اگر عرب فلسطین میں یہود کے داخلہ کے خلاف ہیں تو اس لئے نہیں۔ کہ یہود کو فلسطین میں بسایا کیوں جاتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ انہیں اس رنگ میں بسایا جاتا ہے کہ یہود کی آبادی بڑھ جائے۔ اور مسلمانوں کی آبادی کم ہو جائے۔ اور یہ واقعہ میں ایک ایسا امر ہے۔ جسے کوئی قوم برداشت نہیں کر سکتی۔ ورنہ رہنے کے متعلق جھگڑا نہیں یہود پہلے بھی فلسطین میں رہتے تھے۔ اب اگر جھگڑا ہے تو یہ کہ انہیں ایسے رنگ میں بسایا جاتا ہے۔ کہ چند سال میں مسلمان جو بچاسی فیصدی تھے۔ اقلیت میں بدل جائیں۔ اور یہود اکثریت میں ہو جائیں۔ اور کسی قوم کے لئے یہ برداشت کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ کہ جہاں وہ طاقتور ہو۔ وہاں اسے کمزور کر دیا جائے۔ اور کمزور کو طاقتور بنا دیا جائے۔

غرض

## احمدیت کی ترقی

کے ساتھ اسلام کی ترقی اور اسلام کی ترقی کے ساتھ دنیا کی ترقی وابستہ ہے۔ اور احمدیت کی ترقی کے لئے دو کام کرنے نہایت ضروری ہیں۔ ایک تعلیم و تربیت کا اور دوسرا تبلیغ و اشاعت کا ان کے بغیر جماعت نہ پھیل سکتی ہے۔ اور نہ اس کے پھیلنے کا کوئی فائدہ ہے۔ یعنی تبلیغ کے بغیر جماعت کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اور صحیح تربیت کے بغیر احمدیت کا پھیلنا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ فرض کرو احمدی ساری دنیا میں پھیل جائیں۔ مگر مذہبی سیاسی اقتصادی۔ تمدنی اور تعلیمی ماحول وہی رہے جو پہلے تھا۔ تو ایسی احمدیت کے پھیلنے کا فائدہ کیا۔ اور اگر احمدیوں میں وہ رُوح نہ ہو۔ جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور ایک ظالم کی بجائے اگر دوسرا ظالم کھڑا ہو گیا تو اس سے بنی نوع انسان کو کیا فائدہ پہونچے گا۔ پس

## تبلیغ اور تعلیم و تربیت

دو نہایت ہی اہم کام ہیں۔ اور انہی دونوں کاموں کو تحریک جدید میں مدنظر رکھا گیا ہے تعلیم و تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سادہ غذا۔ سادہ لباس۔ خود ہاتھ سے کام کرنا۔ سینما کا ترک۔ غریبوں کی امداد۔ بورڈنگ تحریک جدید۔ اور ورثہ وغیرہ کام تجویز کئے گئے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ایسی ہیں۔ جن کو کسی وقت بھی ترک نہیں کیا جاسکتا۔ بعض تو موجودہ صورت میں ہی ہر وقت قابل عمل رہیں گی۔ اور انہیں کسی صورت میں بھی چھوڑا نہیں جاسکیگا۔ لیکن بعض میں حالات کے ماتحت کچھ تبدیلیاں ہو سکتی ہیں عملی طور پر بعض حصوں کے متعلق مجلس خدام الاحمدیہ جدوجہد کر رہی ہے۔ اور جہاں تک اس کے ایک سال کے کام کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس نے نہایت شاندار کام کیا ہے۔ اور اگر وہ اسی طرح استقلال سے کام جاری رکھے۔ اور نہ صرف اپنے موجودہ معیار کو قائم رکھے۔ بلکہ اسے بڑھاتی چلی جائے۔ تو وہ ایک عمدہ نمونہ قائم کر سکتی ہے۔

## مجالس خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں کو

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کے کام کے اثرات صرف موجودہ زمانہ کے لوگوں تک ہی محدود نہیں رہیں گے۔ بلکہ اگر وہ اسی خوش دلی اور اخلاص کے ساتھ کام جاری رکھیں گے تو آئندہ نسلوں تک ان کے نیک اثرات جائیں گے۔ اور جس طرح آج صحابہؓ کا ذکر آنے پر بے اختیار رضی اللّٰہ عنھم و رضوا عنہ کا فقرہ زبان سے نکل جاتا ہے اسی طرح ان کا نام لے کر آئندہ آنیوالی نسلوں کا دل خوشی سے بھر جائے گا۔ اور وہ اُن کی ترقی مدارج کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کرینگے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ وہ جس کام کو شروع کریں اسے استقلال سے کرتے چلے جائیں۔ جو شخص بھی اس جدوجہد میں کھڑا ہوگا۔ وہ گر جائیگا اور سلامت وہی رہے گا۔ جو اپنے قدم کی تیزی میں کمی نہیں آنے دیگا۔ مجلس خدام الاحمدیہ تحریک جدید کی فوج ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس فوج میں داخل ہونگے اور اپنی عملی جدوجہد سے ثابت کر دینگے کہ انہوں نے اپنے فرائض کو سمجھا ہوا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کے مقابلہ میں دوسرا پہلو

## تبلیغ واشاعت

کا ہے۔ اور اس کے لئے وقف زندگی وقفِ رخصت اور دوسرے ممالک میں احمدیوں کے پھیل جانے اور چندہ جمع کرنے کی تحریک کی گئی ہے۔ چندے کی تحریک گو جماعت کی تعلیم و تربیت کے لحاظ سے بھی ضروری ہے۔ مگر اس کو زیادہ تر تبلیغ کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک تحریک اپنی اپنی جگہ نہایت اہم اور ضروری ہے اور میں اپنے اپنے موقعہ پر پھر دوبارہ ان تمام مطالبات کی طرف جماعت کو توجہ دلانے کا ارادہ رکھتا ہوں تیسری چیز جو ان دو مقاصد کے علاوہ ہے اول جو تبلیغ و اشاعت اور تعلیم و تربیت کے لئے ممد ہے۔ وہ یہ ہے کہ چونکہ یہ سب کام خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اس لئے اس سے

## دعائیں کی جائیں

کہ وہ ہمیں کامیابی عطا فرمائے۔ اور چونکہ بعض دفعہ انسان اپنے جوش میں اور فتح کے نشہ میں اس امر کو بھول جاتا ہے۔ کہ تمام کامیابی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوئی ہے۔ اور اس کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ کہ یہ فتح شائد میری جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اس لئے روزِ دل کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ تا ہماری جماعت کے دوست یہ سمجھیں۔ کہ جو کچھ ہوا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے۔ اور جو کچھ آئندہ ہوگا وہ بھی اسی کے فضل سے ہوگا۔ تا ایک طرف فتح کے نتیجہ میں جو بعض دفعہ کبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے وہ پیدا نہ ہو۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے احسانات کے متعلق شکر کا جذبہ دل میں موجزن ہو ؛

یہ

## تحریک جدید کا مکمل ڈھانچہ

ہے جس کا ایک پہلو تعلیم و تربیت ہے دوسرا پہلو تبلیغ و اشاعت اور تیسرا پہلو دعا اور روزے ہیں۔ تا جتنا کام بھی ہو اس یقین اور وثوق کے ساتھ ہو۔ کہ یہ خدا کے فضل سے ہوا ہے۔ اور ہم آئندہ کی کامیابیوں کے لئے بھی اسی کی طرف اپنی توجہ رکھیں۔ اور اس سے دعا کرتے رہیں۔ کہ وہ ہماری مدد فرمائے میں گزشتہ خطبات میں بتا چکا ہوں۔ کہ پہلے دور میں ہماری جماعت نے بے مثل نمونہ دکھایا ہے۔ اور اس نے ایسی غیر معمولی قربانی اور جوش کا ثبوت دیا ہے۔ کہ جس کا دشمن کو بھی اقرار ہے مگر میں یہ بھی بتا چکا ہوں۔ کہ یہ کام زمین صاف کرنے کا تھا۔ اتنے کام پر ہی خوش ہو جانا اور اپنی تمام جدوجہد کو ختم کر دینا اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیں کسی نیکنامی کا مستحق نہیں بلکہ کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا کا مصداق بنانے والا ہے وہ عورت بھی آخر کچھ نہ کچھ کام کیا ہی کرتی تھی۔ اور محنت کر کے سوت کاتا کرتی تھی۔ مگر چونکہ جب کام کا وقت آتا۔ تو وہ اپنے سوت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی تھی۔ اس لئے اس کی محنت اس کے کسی کام نہیں آتی تھی۔ ہم نے بھی پہلے دور میں سوت کاتا ہے لیکن دوسرے دَور میں ہم نے اس سوت سے کپڑے بننے اور نہ صرف خود کپڑے پہننے بلکہ دوسروں کو بھی پہنانے ہیں۔ اگر اس دور میں ہم نے سستی دکھائی تو یقیناً ہماری ساری محنت رائیگاں جائیگی اور ہمیں جسقدر نیکنامی حاصل ہو چکی ہے۔ وہ سب بدنامی سے بدل جائے گی۔

اس دوسرے دور میں مجھے

## بعض لوگ سست

نظر آتے ہیں۔ مگر میرے لئے یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں۔ میں نے اس تحریک کے شروع میں ہی بتایا تھا۔ کہ کچھ لوگ وقتی مومن ہُوا کرتے ہیں۔ اور ایسے وقتی مومن ہر جماعت میں ہُوا کرتے ہیں۔ اور وقتی مومن سے میری مراد وہ لوگ ہیں۔ جو لڑائی جھگڑے کے وقت تو آگے آجاتے ہیں۔ مگر جب مستقل اور لمبی قربانیوں کا موقعہ آتا ہے۔ تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ وہ جان دینے کے لئے تو فوراً تیار ہو جائیں گے۔ اور اگر جنگ ہو۔ اور انہیں کہا جائے کہ فوج میں بھرتی ہو جاؤ۔ اور ملک کی عزت کے لئے جان دے دو۔ تو وہ بالکل نڈر ہو کر فوج میں شامل ہو جائیں گے اور دشمن سے لڑ کر اپنی جان دے دینگے لیکن اگر انہیں کہا جائے کہ پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ روزانہ فلاں کام کے لئے وقت دو۔ تو چند دنوں کے بعد ہی وہ عذرات شروع کر دیں گے۔ کہ آج ہماری بیوی بیمار ہے۔ آج بچے اچھے نہیں۔ آج اپنی طبیعت ناساز ہے اور اس طرح وہ کام سے بچنا شروع کر دیں گے۔ یہ وقتی اور ہنگامی مومن ہوتے ہیں۔ اور یہ ہنگامی مومن ہر جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام آئے۔ تو ان کی جماعت میں بھی یہ

## ہنگامی مومن

تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تو ان کی جماعت میں بھی یہ ہنگامی مومن تھے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام آئے تو ان کے ساتھ بھی کچھ ہنگامی مومن تھے حضرت عیسےٰ علیہ السلام آئے۔ تو ان کی جماعت میں بھی کچھ ہنگامی مومن تھے پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے ساتھ بھی بعض ہنگامی مومن تھے۔ یہی ہنگامی مومن کبھی کبھی منافق بھی بن جاتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ ایک تو مستقل منافق ہوتا ہے اور ایک یہ ہنگامی مومن ہوتا ہے۔ جو بعض دفعہ جوش میں آکر مومنانہ کام کر لیتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسی حرکات کا ارتکاب کر لیتا ہے۔ جن سے خدا تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کر لیتا اور منافق بن جاتا ہے پس ہنگامی مومن کا انجام محفوظ نہیں ہوتا۔ لیکن جو مستقل مومن ہوں۔ ان کا انجام خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا اور انہیں ہر قسم کے بدانجام سے بچا لیتا ہے ؛

تو سستوں کا ہر جماعت میں ہونا لازمی ہوتا ہے۔ مگر ان کی وجہ سے کام کو نقصان نہ پہنچنے دینا ہمارا فرض ہے اور ان لوگوں کی اصلاح ہم پر لازمی ہے اور ہم یہ کہہ کر ہرگز بری نہیں ہو سکتے۔ کہ ہم نے قربانی کر دی ہے۔ اگر چند لوگوں نے قربانی نہیں کی۔ تو ہم کیا کریں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں بیدار کرتے رہیں۔ ان کی نیند اور غفلت کو دور کریں۔ اور انہیں

## چست اور ہوشیار

بنائیں۔ اگر ہم اپنی اس ڈیوٹی کو چھوڑ دیں تو ہم خدا تعالیٰ کے بھی مجرم ہوں گے اور اپنی قوم اور اپنے نفس کے بھی مجرم ہوں گے۔ اس لئے میں ہمیشہ ایسے لوگوں کو چست کرتا رہتا ہوں۔ اور جو پہلے ہی بیدار ہوں انہیں اور زیادہ بیدار کرتا رہتا ہوں۔ تاکہ وہ بھی کسی وقت سست نہ ہو جائیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کو جو سست ہیں چست اور ہوشیار بنائیں۔ اور جو چست ہیں انہیں وقتی مومنوں کی صف سے نکال کر کامل الایمان لوگوں کے ساتھ شامل کریں۔ اور اگر ہم ایسا کریں۔ تو یقیناً ہم دوہرے ثواب اور دوہرے اجر کے مستحق ہوں گے۔ لیکن اگر ہم اپنے اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں۔ تو ہم یہ کہہ کر ہرگز بری نہیں ہو سکتے۔ کہ ہم تو بچ گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سے پوچھیگا۔ کہ تم تو بے شک بچ گئے۔ لیکن جن اور لوگوں کو بچانا تمہاری طاقت میں تھا۔ ان کو تم نے کیوں نہیں بچایا میں تحریک جدید کے دورِ ثانی میں مستقل کام کی داغ بیل ڈالنے کے لئے مالی تحریک کے علاوہ کہ وہ بھی مستقل ہے

## ایک مستقل جماعت واقفین

کی تیار کر رہا ہوں۔ دورِ اول میں میں نے کہا تھا۔ کہ نوجوان تین سال کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ مگر دَورِ ثانی میں وقف عمر بھر کے لئے ہے۔ اور اب یہ واقفین کا ہرگز حق نہیں۔ کہ وہ خود بخود کام چھوڑ کر چلے جائیں۔ ہاں ہمیں اس بات کا اختیار حاصل ہے۔ کہ اگر ہم انہیں کام کے ناقابل دیکھیں تو انہیں الگ کر دیں۔ پس یہ سہ سالہ واقفین نہیں بلکہ جس طرح یہ دَور مستقل ہے۔ اسی طرح یہ وقف بھی مستقل ہے۔ اس دور میں کام کی اہمیت کے پیش نظر میں نے یہ شرط عائد کر دی ہے کہ صرف وہی نوجوان لئے جائیں گے جو یا تو گریجوایٹ ہوں یا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی فاضل ہوں۔ اور جو نہ گریجوایٹ ہوں۔ اور نہ مولوی فاضل انہیں نہیں لیا جائے گا۔ کیونکہ ان لوگوں سے علمی کام کرنے ہیں اور اس کے لئے یا تو دینی علم کی ضرورت ہے یا دنیوی علم کی۔ اس دور میں تین چار آدمیوں کو منہا کر کے کہ وہ گریجوایٹ نہیں۔ کیونکہ وہ پہلے دور کے بعد واقفین میں سے ہیں۔ باقی سب یا تو گریجوایٹ ہیں۔ یا مولوی فاضل ہیں۔ چنانچہ اس وقت چار گریجوایٹ ہیں۔ اور چار ہی مولوی فاضل ہیں۔ کل غالباً بارہ نوجوان ہیں۔ چار ان میں سے غیر گریجوایٹ ہیں مگر ہیں سب ایسے ہی جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے محنت سے کام کرنے والے اور سلسلہ سے محبت رکھنے والے ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ جس رنگ میں یہ کام کر رہے ہیں۔ اس کے ماتحت یہ ان علمی کاموں کو سرانجام دے دیں گے۔ جو علمی کام میرے مدنظر ہیں۔

میرا ارادہ ہے۔ کہ اس جماعت کا

## پہلا دور ۲۴ نوجوانوں پر مشتمل

ہو۔ کیونکہ کام کے لحاظ سے اس سے کم میں ہمارا گذارہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے میں عنقریب تحریک کرنے والا ہوں۔ بلکہ اسی خطبہ کے ذریعہ میں تحریک کر دیتا ہوں۔ کہ جو نوجوان گریجوایٹ ہوں۔ یا مولوی فاضل وہ اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کرنے کے ارادہ سے میرے سامنے اپنے نام پیش کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو بھی گریجویٹ یا مولوی فاضل ہوگا اسے ہم بہرحال لے لیں گے۔ کیونکہ انتخاب ہماری مرضی پر ہے۔ ہمیں دیکھنا پڑیگا۔ کہ ان کا تقوےٰ کیسا ہے۔ خدمت دین کا جذبہ کس حد تک ہے۔ علم کیسا ہے۔ صحت کیسی ہے۔ انکے حالات کس قسم کے ہیں۔ اور آیا جو کام ہمارے مدنظر ہے اسے وہ خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ غرض تمام باتیں دیکھنی پڑیں گی۔ اور اس طرح انتخاب کا معاملہ کلیتہً ہماری مرضی پر منحصر ہوگا۔ لیکن لئے وہی جائیں گے۔ جو یا تو گریجوایٹ ہوں۔ یا مولوی فاضل ہوں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی لئے جاسکیں گے۔ جو دوسرے فنون کے گریجویٹ ہوں۔ مثلاً ایک ڈاکٹر ہے۔ وہ خواہ بی۔ اے نہ ہو۔ لیکن اسے گریجویٹ ہی سمجھا جائے گا۔ میرا منشاء ہے۔ کہ ان میں سے بعض کو مرکز کے علاوہ باہر بھجوا کر اعلےٰ تعلیم دلوائی جائے اور علمی اور عملی لحاظ سے اس پایہ کے نوجوان پیدا کئے جائیں جو تبلیغ تعلیم اور تربیت کے کام میں دنیا کے بہترین نوجوانوں کا مقابلہ کر سکیں۔ بلکہ ان سے فائق ہوں۔ صرف انہیں مذہبی تعلیم دینا ہی میرے مدنظر نہیں۔ بلکہ میرا منشاء ہے۔ کہ انہیں ہر قسم کی دنیوی معلومات بہم پہنچائے جائیں۔ اور دنیا کے تمام علوم انہیں سکھائے جائیں۔ تا دنیا کے ہر کام کو سنبھالنے کی اہلیت ان کے اندر پیدا ہو جائے۔ ان نوجوانوں کے متعلق میری سکیم جیسا کہ میں گزشتہ مجلس شوریٰ کے موقع پر بیان کر چکا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ انہیں یورپین ممالک میں بھیجکر اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دلائی جائے اور جب یہ ہر قسم کے علوم میں ماہر ہو جائیں۔ تو انہیں تنخواہیں نہ دی جائیں۔ بلکہ صرف گزارے دئے جائیں۔ اور ان کے

### گزارہ کی رقم

کا انحصار علمی قابلیت کی بجائے گھر کے آدمیوں پر ہو۔ جیسا کہ صحابہ رضہ کے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ اور یوں انتظام ہو کہ جس کی بیوی ہوئی یا بچے ہوئے اسے زیادہ الاؤنس دے دیا اور جس کے بیوی بچے نہ ہوئے اسے کم گزارہ دے دیا یا کسی نوجوان کی شادی ہونے لگی تو اسے تھوڑی سی امداد دے دی یہ نہیں ہوگا۔ کہ چونکہ فلاں ولایت کا پاس شدہ ہے۔ اس لئے اسے زیادہ تنخواہ دی جائے اور فلاں چونکہ ولایت کا پاس شدہ نہیں۔ اس لئے اسے کم تنخواہ دی جائے۔ سب کو یکساں گذارے ملیں گے خواہ کوئی ولایت کا پاس شدہ ہو۔ یا یہاں کا۔ ہاں گزارے میں زیادتی شادی ہونے یا بچوں کے پیدا ہونے پر ہوگی مثلاً اگر ایک ولایت کا پاس شدہ نوجوان بھی ہمارے پاس ہوگا۔ تو ہم اسے پندرہ روپے ہی دیں گے۔ اس کے مقابلہ میں اگر کوئی ایسا ہے جو ولائت کا پاس شدہ نہیں تو اسے بھی پندرہ روپے ہی ملیں گے۔ ہاں اگر شادی ہو جائے اور پھر بچے پیدا ہونے لگ جائیں تو اس صورت میں اس گذارہ میں کچھ نہ کچھ اضافہ ہوتا رہے گا۔ کیونکہ بچوں نے تو کھانا ہے مگر علم نے نہیں کھانا۔ میں نے دیکھا ہے۔ اگر اس لحاظ سے تقسیم کی جائے تو دولت مند غریب ہو جاتے ہیں۔ اور غریب دولت مند۔ بعض لوگ صرف میاں بیوی ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ لیکن وہ پچاس روپیہ ماہوار کما رہے ہوتے ہیں اس کے مقابلہ میں ایک اور شخص ہوتا ہے۔ اس کے آٹھ بچے ہوتے ہیں اور وہ سو روپیہ ماہوار کماتا ہے۔ اب پچاس روپے والا یہ نہیں دیکھے گا۔ کہ مجھے پچاس روپے ملتے ہیں۔ اور ہم کھانے والے صرف دو میاں بیوی ہیں۔ اور اسے گو سو روپیہ ملتے ہیں۔ مگر اس کے گھر کھانے والے دس افراد ہیں۔ بلکہ وہ پچاس اور سو کو دیکھ کر شور مچانے لگ جائے گا۔ کہ غریبوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ امیروں کو سب پوچھتے ہیں۔ غریبوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں امیروں کو سب پوچھتے ہیں۔ حالانکہ یہ پچاس روپے کما کر ۲۵ روپے خود رکھتا اور ۲۵ روپے اپنی بیوی کو دیتا ہے۔ اور سو روپیہ کمانے والا ہر ایک کو دس دس روپے دیتا ہے۔ مگر یہ پچیس روپے لے کر بھی اپنے آپ کو غریب کہتا ہے۔ اور دوسرے کو باوجود دس روپیہ کی آمد کے امیر قرار دیتا ہے۔ اور اس کی زبان یہ کہتے ہوئے گھس جاتی ہے۔ کہ غریبوں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ امیروں کو ہی سب پوچھتے ہیں۔ تو میں نے تحریک جدید میں یہ اصل رکھا ہے۔ کہ علم پر گزارہ مقرر نہ کیا جائے۔ بلکہ کھانے پینے والوں کی تعداد کو دیکھ کر گزارہ مقرر کیا جائے۔

میں نے

### تحریک جدید کے ماتحت

جو گزارے کے نئے اصول مقرر کئے ہیں۔ وہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ اسی اصل کے ماتحت ہیں۔ میں نے ہدایت دے دی ہے۔ کہ اگر کوئی مجرد ہو۔ تو اسے اتنے روپے دئے جائیں شادی ہو جائے تو اتنے۔ اور بچے پیدا ہوں۔ تو فی بچہ اتنا الاؤنس بڑھایا جائے۔ اور اگر کسی کے بچے نہ ہوں تو خواہ وہ کتنا ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو وہ ہم سے اس شخص سے کم ہی گزارہ لے گا۔ جو گو اتنا تعلیم یافتہ نہیں مگر اس کے بچے زیادہ [illegible] لئے کہ اس کے کھانے والے کم ہیں اور اس کے کھانے والے زیادہ۔ اور اگر ہم اس کے گزارہ میں ترقی کریں گے۔ تو اسی حساب سے مثلاً فرض کرو ہم نے تین روپیہ فی بچہ گزارہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اب جب بھی ہم کسی کا گزارہ بڑھائیں گے اسی اصل پر بڑھائیں گے۔ کہ فی بچہ اتنے روپے زائد کر دو۔ یہ نہیں کہ یونہی سالوں کی زیادتی پر رقمیں بڑھاتے چلے جائیں۔ تو میری غرض یہ ہے۔ کہ میں تحریک جدید کے واقفین کو اعلےٰ سے اعلےٰ تعلیم دلاؤں وہ اپنی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ اور ہم اس قربانی کے معاوضہ میں انہیں وہ تعلیم دلائیں جو ان کا سارا خاندان مل کر بھی انہیں تعلیم نہیں دلا سکتا۔ گویا ان کا معاوضہ انہیں روپیہ کی صورت میں نہیں بلکہ تعلیم کی صورت میں ملے لیکن تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ ہم سے وہی گزارہ لیں۔ جو اس وقت لے رہے ہیں۔ اور اس میں زیادتی انہی اصول پر ہو جو میں نے بیان کئے ہیں۔ ان نوجوانوں میں بعض اچھے خاندانوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان ہیں۔ اور وہ اگر اپنی زندگی وقف نہ کرتے اور یوں کوشش کرتے تو انہیں اچھی اچھی ملازمتیں مل جاتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس چونکہ انہوں نے ایک قربانی کی ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ انہیں ایسی اعلیٰ تعلیم دلاؤں کہ نہ صرف دینی طور پر بلکہ دنیوی طور پر بھی وہ ہر جگہ عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھے جائیں اگر مالی لحاظ سے وہ غریب ہوں تو علم اور عقل اور تجربہ کے لحاظ سے اتنی دولت ان کے پاس ہو کہ وہ کسی جگہ ذلیل نہ ہو سکیں۔ اگر کسی انسان کے پاس نہ تو علم ہو اور نہ دولت تو وہ ذلیل ہو جاتا ہے لیکن اگر ان میں سے ایک چیز بھی ہو تو کسی جگہ وہ ذلت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ پس میں نہیں چاہتا کہ تحریک جدید کے واقفین ذلیل ہوں۔ میں یہی چاہتا ہوں۔ کہ انہیں عزت حاصل ہو۔ مگر ان کی عزت دولت کی وجہ سے نہ ہو بلکہ علم کی وجہ سے ہو۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مقام حاصل ہو کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا دولتمند بھی انہیں ذلیل نہ سمجھ سکے۔

میری کوشش یہ ہے کہ اس دور میں

## سَو واقفین زندگی

ایسے تیار ہو جائیں۔ جو علاوہ مذہبی علم رکھنے کے ظاہری علوم کے بھی ماہر اور سلسلہ کے تمام کاموں کو حزم و احتیاط سے کرنے والے اور قربانی و ایثار کا نمونہ دکھانے والے ہوں۔ اس غرض کے لئے تعلیمی اخراجات کے علاوہ ہمیں ان لوگوں کو گزارے بھی دینے پڑینگے اور یہ گزارہ پندرہ روپے فی کس مقرر ہے۔ اگر ایک گریجوائیٹ بھی ہو تو اسے بھی ہم پندرہ روپے ہی دیتے ہیں۔ زیادہ نہیں۔ اور یہ اتنا قلیل گزارہ ہے کہ بعض یتامیٰ و مساکین کے وظائف اسی کے لگ بھگ ہیں۔ مگر باوجود اسکے کہ گزارہ انہیں اتنا تھوڑا دیا جاتا ہے جتنا بعض یتامیٰ و مساکین کو بھی ملتا ہے وہ کام بھی کرتے ہیں اور انہوں نے اپنی تمام زندگی خدمت دین کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ بر دست ہمارا قانون یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی کی شادی ہو جائے تو اسے بیس روپے دیئے جائیں۔ اور پھر بچے پیدا ہوں تو فی بچہ تین روپے زیادہ کئے جائیں۔ اور اس طرح چار بچوں تک یہی نسبت قائم رہے گویا ان کے گزارہ کی آخری حد بتیس ۳۲ روپے ہے۔ مگر یہ بھی اسوقت ملیں گے۔ جب ان کے گھروں میں چھ کھانیوالے ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ گزارہ کم ہے۔ اسی طرح بچوں کی حد بندی کرنی بھی درست نہیں۔ اور اسے جلد سے جلد دور کرنا چاہیئے۔ مگر فی الحال ہماری مالی حالت چونکہ اس سے زیادہ گزارہ دینے کی متحمل نہیں۔ اس لئے ہم اس سے زیادہ گزارہ نہیں دے سکتے۔ اور انہوں نے بھی خوشی سے اسی گزارہ کو قبول کیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ بیوی کے لحاظ سے بھی پانچ روپے الاؤنس کم ہے۔ اور اسے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ بچوں کے لحاظ سے بھی تین روپیہ فی بچہ گزارہ تھوڑا ہے اور اس میں زیادتی ہونی چاہیئے۔ مگر یہ سب کچھ مالی حالت کے سدھرنے پر موقوف ہے۔ اسیطرح میں یہ بھی سمجھتا ہوں۔ کہ بچوں کی حد بندی کرنی بھی درست نہیں کیونکہ نسل کا بڑھنا قومی لحاظ سے مفید ہوتا ہے۔ لیکن بہرحال ابھی مالی دقتوں کی وجہ سے ہم عورت کے ۵ روپے اور فی بچہ تین روپے ہی مقرر کر سکے ہیں۔ لیکن اگر ہم کسی وقت اس میں زیادتی بھی کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ کے لئے شائد ہمیں پچاس روپیہ سے زائد گزارہ مقرر نہیں کرنا پڑے گا۔ حالانکہ جس قسم کی اعلیٰ تعلیم میں انہیں دلانا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد اگر یہ کہیں ملازمت کریں۔ تو تین چار سو روپیہ ماہوار سے ان کی تنخواہ شروع ہو۔ لیکن پھر بھی خواہ ہم انہیں کس قدر قلیل گزارہ دیں جو کام یہ لوگ کریں گے آخر وہ روپیہ کا محتاج ہے۔ ہم سے صدر انجمن احمدیہ کے کاموں میں یہ غلطی ہوئی ہے کہ

## عملہ کا بل سائر سے زیادہ

ہو گیا ہے۔ یعنی صدر انجمن احمدیہ کے کارکنان کی تنخواہوں کا بجٹ سائر کے بجٹ سے بہت زیادہ ہے حالانکہ کام کو مفید بنانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ سائر کا بجٹ تنخواہوں سے کئی گنا زیادہ ہو۔ شاید یہ مجبوری تھی۔ لیکن اس غلطی سے تحریک جدید کے کام میں اجتناب ضروری ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ تحریک جدید کو اسی رنگ میں چلایا جائے کہ اس کے سائر کا بجٹ زیادہ ہو۔ اور کارکنان کے گزارہ کا بجٹ کم ہو۔ میرا اپنا اندازہ یہ ہے کہ

## سائر کا بجٹ کئی گُنے زیادہ ہونا چاہیئے

کم از کم تین گُنا ضرور ہونا چاہیئے۔ یعنے اگر سَو روپے پاس ہوں تو ان میں سے ۲۵ روپے آدمیوں پر خرچ ہونے چاہیئے۔ اور ۷۵ روپے اشاعت لٹریچر اور کرایوں وغیرہ پر۔ اگر اس طریق کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ تو کئی قسم کی قباحتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اگر لٹریچر موجود نہیں کرایہ کے لئے کوئی رقم پاس نہیں۔ اشتہارات چھپوانے کے لئے کوئی روپیہ پاس نہیں۔ کہیں دوا خانے وغیرہ کھولنے کے لئے مالی گنجائش نہیں تو صرف آدمیوں کو ہم نے کیا کرنا ہے وہ تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہیں گے۔ اور جو کام ہے وہ رُکا رہے گا۔ پس ضروری ہے کہ جو خرچ آدمیوں پر ہو۔ اس سے کئی گُنے زیادہ اشاعت وغیرہ کے اخراجات کے لئے روپیہ ہو مثلاً اشتہارات چھپوانے کے لئے۔ لٹریچر کی اشاعت کے لئے۔ دوا خانے کھولنے کے لئے۔ آمد و رفت کے کرایوں کے لئے۔ مدرسوں کے اجراء کے لئے۔ غریب بچوں کو کتابیں مہیا کر کے دینے کے لئے۔ اور اسی طرح کے اور بہت سے کاموں کے لئے۔ فرض کرو۔ ہم کسی جگہ مدرسہ کھولتے ہیں وہاں تمام لڑکے غریب ہیں۔ اب سکول چلانے کے لئے ضروری ہو گا کہ بچوں کو کتب اور دوسرا سامان بھی دیا جائے۔ ورنہ خالی مدرس بیٹھا ہؤا وہاں کیا کر سکتا ہے۔ پس میرا اندازہ یہ ہے کہ اگر آدمیوں کی تنخواہوں پر ۲۵ روپے خرچ ہؤا کریں۔ تو سائر کے لئے ۷۵ روپے ہونے چاہئیں۔ اور یہ کم سے کم اندازہ ہے۔ اور میری کوشش ہے کہ اسی اصل پر تحریک جدید کے کام کو منظم کیا جائے۔ پس اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نوجوان جو بغیر روپیہ کے کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے

## بعض نوجوان

ہمیں ایسی ہی روح رکھنے والے دیئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان واقفین زندگی میں ایک وکیل ہیں۔ ان کے والد کئی مربعوں کے مالک ہیں اور وہ اپنے علاقہ کے رئیس اور مرکزی اسمبلی کے ووٹروں میں سے ہیں۔ وہ شادی شدہ ہیں مگر ہم انہیں بیس روپے ہی دیتے ہیں اور وہ خوشی سے اسے قبول کرتے ہیں۔ حالانکہ زمیندار ہونیکی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ اپنے علاقہ میں انہیں اچھا رسوخ حاصل ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر وہ وکالت کرتے تو سو ڈیڑھ سو روپیہ ضرور کما لیتے۔ بلکہ ہوشیار آدمی تو آجکل کے گرے ہوئے زمانہ میں بھی دو اڑھائی سو روپیہ کما لیتا ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا۔ اور قلیل گذارے پر ہی وقف کیا۔ اور میں تو اس قسم کے وقف کو بغیر روپیہ کے کام کرنا ہی قرار دیتا ہوں۔ کیونکہ جو کچھ ہماری طرف سے دیا جاتا ہے وہ نہ دیئے جانے کے برابر ہے۔ اسی طرح اور کئی گریجوایٹ ہیں جو اپنی ذہانت کی وجہ سے اگر باہر کہیں کام کرتے تو بہت زیادہ کما لیتے۔ مگر ان سب نے خوشی اور بشاشت کے ساتھ اپنی زندگی وقف کی ہے۔ پس گو تحریک جدید کے واقفین ایک قلیل گذارہ لے رہے ہیں۔ مگر عقلاً انہیں بغیر گذارہ کے ہی کام کرنے والے سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے گذارے ان کی لیاقتوں اور ضرورتوں سے بہت کم ہیں۔

مگر جیسا کہ میں بتا چکا ہوں اگر بغیر گذارہ کے کام کرنے والے آدمی بھی ہمیں ملیں تو بھی اس کام کے لئے جو ان سے لیا جانا ہے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ کچھ ان کے قلیل گذارہ کے لئے اور کچھ غیر ممالک میں تبلیغ اسلام اور لٹریچر کی اشاعت وغیرہ کے لئے اگر ہماری جماعت کے آدمی کتابیں نہیں لکھتے یا اگر لکھتے ہیں تو شائع نہیں ہوتیں۔ تو محض اس لئے کہ روپیہ نہیں ہوتا۔ پس میرا منشاء یہ ہے کہ جہاں نوجوان بغیر روپیہ کے کام کرنے والے ہوں۔ وہاں روزمرہ کے کاموں کے لئے روپیہ کا ایک

## ریزرو فنڈ جائیداد کی صورت میں

ہو۔ تا اگر کسی وقت جماعت سے چندہ نہ ملے یا چندہ لیا نہ جا سکے۔ تو تبلیغ کے کام میں کوئی روکاوٹ پیدا نہ ہو۔ اور مستقل آمد ایسی ہو جس سے تمام کام بخوبی چلتا چلا جائے۔

میں نے آج سے کچھ سال پہلے ۲۵ لاکھ ریزرو فنڈ کی تحریک کی تھی۔ مگر وہ تو ایسا خواب رہا جو تشنۂ تعبیر ہی رہا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے ذریعہ اب پھر ایسے ریزرو فنڈ کے جمع کرنے کا موقع بہم پہنچایا ہے۔ اور ایسی جائیدادوں پر یہ روپیہ لگایا جا چکا اور لگایا جا رہا ہے جن کی مستقل آمد ۲۵-۳۰ ہزار روپیہ سالانہ ہو سکتی ہے۔ تا تبلیغ کے کام کو بجٹ کی کمی کی وجہ سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔

اگر ہم سو واقفین رکھیں۔ جو میرا مقصود ہے۔ اور جن کو میں دوسرے دور میں تیار کرنا چاہتا ہوں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے اخراجات کی اوسط پچاس روپیہ ماہوار رکھیں۔ تو پانچ ہزار روپیہ ماہوار اور ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ بنتا ہے۔ مگر یہ عملہ کا خرچ ہے اور میں بتا چکا ہوں کہ سارے کے اخراجات کم از کم تین گنے زیادہ ہونے چاہئیں۔ جو لٹریچر کی مفت تقسیم یا دوائوں کی مفت تقسیم یا سفر خرچ وغیرہ پر خرچ ہونا چاہیئے۔ اس لحاظ سے

## دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ

بنتا ہے۔ جس کی سالانہ ہمیں ضرورت ہو گی اور گو سردست یہ ایک واہمہ اور خیال ہے۔ مگر جس رنگ میں تحریک جدید کے سرمایہ سے مستقل جائیدادیں تیار ہو رہی ہیں۔ اس سے تیس چالیس ہزار روپیہ سالانہ تک کی آمد ہو سکتی ہے۔ بلکہ انشاءاللہ اس سے بھی زیادہ۔

اور چونکہ اگر ہم ۱۰ نوجوان ہوں تو ان کے لحاظ سے ساٹھ ہزار روپیہ کا سالانہ بجٹ بنجاتا ہے اس لئے ۱۰ نوجوانوں کے اخراجات کا بجٹ قریباً قریباً اس جائیداد سے پورا ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ دور ثانی میں ابھی چھ سال باقی ہیں اسلئے میں سمجھتا ہوں اگر ہماری جماعت کوشش کرے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آسانی کے ساتھ ایسی جائیداد دنیا پیدا کی جا سکتی ہیں۔ جن سے تبلیغ کا کام بسہولت ہوتا رہے۔ اور اس کے لئے بعد میں کسی خاص جدوجہد کی ضرورت نہ رہے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ جماعت اپنی قربانی کو اس اعلیٰ معیار پر قائم رکھے۔ جو گذشتہ سالوں میں اس نے قائم کیا تھا۔ بلکہ کوشش کرے کہ پہلے معیار سے بھی وہ آگے بڑھ جائے

دنیا میں لوگ کنوئیں کھدواتے ہیں۔ سرائیں بنواتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کا نام باقی رہے وہ بالکل بے دین ہوتے ہیں۔ مگر ان کے دل میں بھی یہ جذبہ ہوتا ہے کہ ہمارا نام کسی طرح باقی رہے۔ لیکن کنوئوں اور سرائوں کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ پچاس ساٹھ یا سو سال کے بعد ویران اور غیر آباد ہو جاتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں تحریک جدید کا دور ثانی

## مستقل صدقے کا کام

ہے۔ اور جو لوگ اس میں حصہ لیں گے وہ اس تبلیغ دین کے ذریعہ جو ان کے روپیہ سے ہوتی رہے گی۔ اپنی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب حاصل کرتے چلے جائیں گے۔ دنیا میں حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اور عام طور پر جو وقف ہوتے ہیں وہ بھی دو دو تین تین یا چار چار سو سال سے زیادہ دیر تک نہیں رہتے۔ لوگ کنوئیں کھدواتے ہیں تو وہ پچاس ساٹھ یا سو سال کے بعد ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ لیکن دینی جماعتوں کا وقف اس سے بہت زیادہ لمبے عرصہ تک قائم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں سے ہمیں بہت بہتر مقام عطا فرمایا ہے۔ کیونکہ ان کے مسیح سے ہمارا مسیح اپنی ہر شان میں بلند اور بالا ہے۔ لیکن عیسائیوں کے بعض وقف بھی ہزار ہزار سال سے چلے آتے ہیں۔ پس اگر عیسائیوں کے بعض وقف ہزار سال تک قائم رہ سکتے ہیں۔ تو کیا تعجب ہے تمہارا وقف ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار برس تک قائم رہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پہلے مسیح پر فضیلت دی ہے اب خود ہی غور کر لو یہ کتنا عظیم الشان ثواب کا موقع ہے۔ جو تمہارے سامنے ہے۔ تم تحریک جدید کے دور ثانی میں غالباً چھ سال تک اور مالی قربانی کرو گے۔ مگر سینکڑوں ہزاروں سال تک انشاءاللہ تمہارے روپیہ سے تبلیغ اسلام ہوتی رہے گی۔ اور تمہارے مرنے کے بعد بھی تمہیں ثواب پہنچتا رہے گا میں کہتا ہوں ہزاروں سال کو جانے دو۔ اگر سو دو سو سال بھی تمہیں مستقل طور پر ثواب پہونچتا چلا جائے۔ تو یہ کتنی عظیم الشان کامیابی ہے۔ اور اس کامیابی کے مقابلہ میں دس سال کی قربانی کی حقیقت ہی کیا ہے

میں نے گذشتہ سال کہا تھا۔ کہ تحریک جدید کے دورِ اول کے پہلے سال میں جس نے جس قدر چندہ دیا ہو۔ وہ اگر چاہے۔ تو اسی قدر چندہ دور ثانی کے پہلے سال دے سکتا ہے۔ اور پھر ہر سال اسے اپنے چندہ میں دس فی صدی کمی کرنے کی اجازت ہے۔ میں آج

226

## دور ثانی کے سال دوم کے چندہ کی تحریک کا اعلان

کرتا ہوا پھر اس بات کو دہرا دیتا ہوں۔ کہ عام قانون یہی ہے۔ کہ دوستوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ پچھلے سال انہوں نے تحریک جدید میں جس قدر چندہ دیا تھا۔ اس سال اگر چاہیں تو اس سے دس فی صدی کم چندہ دے دیں۔ یعنی اگر کسی نے سو روپے دیئے تھے تو وہ نوے روپے دے سکتا ہے۔ ہزار روپے دیئے تھے تو نو سو روپے دے سکتا ہے۔ پچاس روپے دیئے تھے تو ۴۵ روپے دے سکتا ہے ۲۰ روپے دیئے تھے تو ۱۸ روپے دے سکتا ہے۔ اور دس روپے دیئے تھے تو ۹ روپے دے سکتا ہے لیکن میں اس کے ساتھ یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ جو شخص توفیق کے ہوتے ہوئے اپنے چندہ میں کمی کرتا ہے وہ اپنے ایمان کو اپنے ہاتھوں نقصان پہنچاتا ہے یہ اجازت جو میں نے دی ہے صرف اس لئے ہے کہ میں جانتا ہوں ابتداء میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض لوگوں نے جوش میں آکر اپنی طاقت سے بہت زیادہ چندہ دے دیا تھا پس ان کے لئے بغیر اس کمی کے چارہ نہیں۔ اور ان کے لئے بھی یہ کمی اس لئے ہے تا پہلے سالوں سے کم چندہ دینے کی وجہ سے ان کا دل میلا نہ ہو اور وہ کہہ سکیں کہ گو ہمیں مالی مشکلات درپیش ہیں۔ مگر پھر بھی قانون کے اندر رہتے ہوئے ہم نے مالی قربانی میں حصہ لے لیا ہے بے شک تم کہہ سکتے ہو۔ کہ اگر ایک شخص مجبور اور معذور ہے اور اس نے اپنی معذوری کی وجہ سے تحریک میں پہلے جتنا حصہ نہیں لیا۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ مگر تم اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ اگر اس کی اجازت میں قانون کے رنگ میں نہ دوں۔ تو اس کا دل ضرور میلا ہوگا۔ اور وہ کہیگا افسوس میں پہلے جتنا حصہ اب کی دفعہ نہ لے سکا۔ پس میری غرض اس کمی سے یہ ہے کہ اگر کوئی واقعہ میں مجبور ہو۔ اور اپنی مجبوری کی وجہ سے ہی پہلے جتنا حصہ نہ لے سکتا ہو۔ تو اس کا دل بھی میلا نہ ہو۔ اور وہ یہ نہ کہے کہ افسوس میں اتنی قربانی نہ کر سکا۔ بلکہ وہ پھر بھی خوش ہو اور کہے کہ باوجود مجبوری کے میں نے اس قدر قربانی کرلی ہے۔ جس قدر قربانی کا سلسلہ نے مجھ سے مطالبہ کیا تھا۔ پس یہ صرف دل کے میلا نہ ہونے کے لئے میں نے شرط رکھی ہے ورنہ میرا ارادہ یہی ہے کہ ہر سال میں

**اپنا چندہ کچھ نہ کچھ بڑھاتا چلا جاؤں**

اور کئی دوسرے دوست بھی ہیں۔ جنہوں نے ہر سال اپنا چندہ بڑھایا ہی ہے گھٹایا نہیں۔

پس مجھے چندہ میں دس فیصدی کمی کی اجازت دینے کا قانون بنانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں وہ لوگ جنہوں نے پہلے سال جوش میں بہت کچھ چندہ دے دیا تھا۔ حتٰی کہ اپنی طاقت سے بھی زیادہ دے دیا تھا۔ ان کے دل میلے نہ ہوں۔ یا وہ لوگ جن کی مالی حالت بعد میں واقعہ میں کمزور ہوگئی ہے۔ ان کا دل بھی میلا نہ ہو۔ ورنہ میں جانتا ہوں۔ کہ جماعت کا ایک حصہ ایسا ہے۔ جس نے ہر سال اپنے چندہ میں زیادتی کی ہے۔

اس کے مقابلہ میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنی طاقت سے کم حصہ لیا ہے۔

میں اس موقعہ پر ان تمام لوگوں کو بھی جنہوں نے گذشتہ سالوں میں

**اپنی طاقت سے کم حصہ لیا**

تھا۔ یا ان لوگوں کو جو اپنی قربانی کے سابقہ معیار کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ اور اسی طرح ان لوگوں کو جو اپنی قربانی کے معیار کو بڑھا سکتے ہیں کہتا ہوں۔ کہ تم میں سے وہ جنہوں نے گذشتہ سالوں میں اپنی طاقت سے کم حصہ لیا تھا۔ وہ اپنی سستی کا ازالہ کریں۔ اور خدا تعالے نے ان کے لئے ثواب کا جو ایک اور موقع پیدا کر دیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور وہ جو اپنی سابقہ قربانیوں کے معیار کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ وہ اپنے معیار کو قائم رکھیں۔ اور جو اس معیار کو بڑھا کر زیادہ قربانی کر سکتے ہیں۔ وہ زیادہ قربانی کریں۔ اللہ تعالے کے ہاں ثواب کی کمی نہیں۔ اگر تم زیادہ قربانی کروگے۔ تو اللہ تعالے سے زیادہ اجر پاؤگے۔ اور اگر کم قربانی کروگے تو بالکل ممکن ہے۔ قیامت کے دن تم جو اپنے آپ کو ایم۔ اے سمجھ رہے ہو۔ انٹرنس پاس ثابت ہو۔ اور ایک انٹرنس پاس خدا تعالے کی نگاہ میں ایم۔ اے ثابت ہو۔ پس وہ لوگ جنہوں نے کمزوری دکھائی تھی۔ ان کے لئے اس بات کا موقع ہے۔ کہ وہ اپنی پچھلی کمزوریوں کا اس رنگ میں کفارہ ادا کریں۔ کہ تحریک جدید کے اس سال میں پہلے سالوں سے زیادہ حصہ لیں۔ تا خدا تعالے کے حضور ان کا نام کمزور لوگوں میں نہ لکھا جائے۔ بلکہ ان لوگوں میں لکھا جائے۔ جنہوں نے اس کے دین کے جھنڈا کو اپنی پوری طاقت کے ساتھ بلند رکھا۔

اس کے مقابلہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جن کی مالی حالت خدا تعالے نے پہلے سے زیادہ مضبوط کردی ہے۔ آج سے چار سال پہلے ان کی حالت سخت کمزور تھی۔ مگر آج خدا تعالے نے انہیں اپنی نعمتوں سے مالامال کیا ہوا ہے۔ ایسے لوگوں کی بیہودہ وتوقی ہوگی اگر وہ اپنے چندوں میں کمی کریں۔ جب خدا نے ان سے خاص سلوک کیا ہے۔ تو ان کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ خاص جواب دیں۔ پس وہ لوگ جنکی مالی حالت کو اللہ تعالے نے مضبوط بنایا ہے ان پر بہت بڑی ذمہ واری عاید ہوتی ہے۔ اور انہیں اپنے چندہ میں کمی کرنے کی بجائے اسے بڑھاتے چلے جانا چاہیئے۔ اور وہ جن کی مالی حالت تو خدا تعالے نے اچھی رکھی ہو مگر وہ چندے کو بڑھا نہ سکتے ہوں۔ انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے معیار کو قائم رکھیں پس گو قانون یہی ہے۔ کہ چندہ میں ہر سال دس فیصدی کمی کی اجازت ہے۔ مگر اس سے فائدہ اسی کو اٹھانا چاہیئے۔ جو واقعہ میں مجبور اور معذور ہو۔ اور جو واقعہ میں مجبور اور معذور نہ ہو اُسے اس سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہیئے۔ میں نے خود گذشتہ سال پہلے سالوں سے زیادہ چندہ دیا تھا۔ اور

**باوجود سخت مقروض ہونے کے**

اب بھی زیادہ ہی دینے کا ارادہ ہے۔ اور بھی کئی دوست ہیں۔ جنہوں نے پہلے سالوں سے زیادہ چندہ پیش کر دیا ہے۔ اور بعض مخلصین نے تو ایسا نمونہ دکھایا ہے۔ کہ ان پر رشک آتا ہے۔ ایک دوست ہیں۔ وہ اپنی ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو انہیں گورنمنٹ کی طرف سے پراویڈنٹ فنڈ ملا۔ وہ اب بوڑھے اور کمزور ہوچکے ہیں۔ اور کوئی تجارت وغیرہ کا کام نہیں کر سکتے۔ ان کا گذارہ جو کچھ ہے۔ اسی پراویڈنٹ فنڈ پر ہے۔ مگر انہوں نے پراویڈنٹ ملتے ہی

**تحریک جدید کے دوسرے سات سالہ دور کا چندہ**

اکٹھا بھجوا دیا۔ اور لکھ دیا۔ کہ میری طرف سے یہ دفتر میں بطور امانت رکھ لیا جائے اور ہر سال اتنا چندہ تحریک جدید میں میری طرف سے منتقل کرلیا جایا کرے۔ میں اب بوڑھا ہوچکا ہوں۔ اور نہ معلوم کب مرجاؤں یا خبر ہے پھر چندہ دینے کی توفیق ملے یا نہ ملے اس لئے میں آئندہ سات سال کا چندہ اکٹھا بھجوا دیتا ہوں۔ یہ کیسا اعلےٰ درجے کا اخلاص اور کس قدر خوش کن نمونہ ہے۔ جماعت کے دوست ایسے لوگوں پر جتنا بھی فخر کریں۔ کم ہے۔ اسی طرح اور کئی دوست ہیں جنہوں نے گو سات سال کا نہیں۔ مگر دو۔ دو۔ تین تین سال کا چندہ اکٹھا جمع کرا دیا ہے کہ ممکن ہے مالی لحاظ سے ہم پر کوئی کمزوری آجائے۔ اور ہم اس ثواب میں شریک ہونے سے محروم رہیں۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ ابھی سے آئندہ سالوں کا چندہ بھی جمع کرا دیا جائے۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے۔ **منھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر۔**

یہ کام ایسا شاندار ہے۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ جو لوگ اس تحریک کو کامیاب بنانے میں مدد دینگے۔ ان کا نام اللہ تعالے خاص لوگوں میں لکھے گا۔ کیونکہ اس چندے میں جن لوگوں نے بھی حصہ لیا ہے ان کے چندوں سے اشاعتِ اسلام کے لئے ایک مستقل ریزرو فنڈ قائم کیا جائے گا۔ پس انکے لئے جتنی قربانی کی جائے۔ تھوڑی ہے۔ اور جس قدر ثواب کی امید رکھی جائے۔ وہ بھی تھوڑی ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔ تحریک جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جن میں حصہ لینے والے اللہ تعالے کے فضلوں کے اسی طرح مستحق ہوں گے۔ جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہؓ اللہ تعالے کے خاص فضلوں کے مورد ہوئے۔

**جنگِ بدر میں جو صحابہ شامل ہوئے**

تھے۔ ان کے متعلق اللہ تعالے نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا تھا۔ کہ **اعملوا ماشئتم فانی قد غفرت لکم** یعنی جو جی میں آئے کرو۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ اب تمہارے لئے چوری اور ڈاکہ اور شراب اور دوسرے ناروا افعال سب جائز ہوگئے بلکہ یہ مطلب تھا۔ کہ تم نے ایک ایسی نیکی میں حصہ لیا ہے۔ کہ اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ خود تمہارے اعمال کا ذمہ وار ہوگیا ہے۔ اور وہ تمہیں ہر قسم کے بُرے انجام سے محفوظ رکھیگا انہی بدری صحابہؓ میں سے ایک دفعہ ایک صحابی سے ایک سخت غلطی ہوگئی۔ انہوں نے مکہ والوں کو یہ خبر لکھدی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم چڑھائی کرتے ہوئے آرہے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس بات کو مخفی رکھنا چاہتے تھے۔ آپؐ کو اللہ تعالے نے الہامًا اس واقعہ کی خبر دیدی اور وہ رقعہ جو اس صحابیؓ نے اہل مکہ کی طرف لکھا تھا۔ وہ پکڑا گیا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار جوش میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی تلوار پر ہاتھ مارتے اور کہتے یارسول اللہ مجھے اجازت دیں۔ کہ مَیں اس منافق کا سر کاٹ دوں۔ آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ عمرؓ! تم کو معلوم ہے یہ بدری صحابی ہے۔ اور بدری صحابہؓ کے متعلق اللہ تعالےٰ یہ فرما چکا ہے۔ کہ اعملوا ماشئتم فانی قد غفرت لکم۔ شاید اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کا دل پڑھکر یہ بات کہی تھی۔ اور بتایا تھا۔ کہ ان سے غلطیاں سرزد ہی نہ ہوں گی۔ پس جن کو اللہ تعالےٰ نے بری قرار دیا ہے تم ان کو منافق کس طرح قرار دے سکتے ہو۔ اللہ اللہ یہ کس قدر اعلےٰ مقام ہے جس کے لئے مال تو کیا جان دینا بھی انسان پر گراں نہیں گزر سکتا غرض بعض کام اتنے اہم ہوتے ہیں کہ دنیا میں بطور یادگار قائم رہتے ہیں اور صدیوں تک آنے والی نسلیں اس کا ذکر کئے بغیر نہیں رہتیں۔ مثلاً یہی

## منارۃ المسیح

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ اس میں ایک سو روپیہ چندہ دینگے۔ ان کے نام اس پر کندہ کئے جائیں گے۔ اب وہ لوگ جنہوں نے اس میں حصہ لیا۔ ان کے نام دنیا میں ہمیشہ بطور یادگار قائم رہیں گے۔ اور آنے والی نسلیں ان کے لئے دعائیں کرتی رہینگی اسی طرح بعض ابتدائی جلسوں پر آنیوالے مہمانوں کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں لکھدیئے ہیں۔ اب خواہ کس قدر صدیاں گذر جائیں۔ ان کے نام ان کتابوں میں موجود رہیں گے۔ مَیں سمجھتا ہوں۔ تحریک جدید کا کام بھی اسی قسم کا ہے اور اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ جماعت کے مخلصین کی ایک مستقل یادگار قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور ان کی روحوں کو ان کی وفات کے بعد بھی مستقل طور پر ثواب پہونچانا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس چندہ کے ذریعہ اشاعتِ اسلام کی مستقل بنیاد پڑنے والی ہے پس تحریک جدید اپنے ساتھ اس قسم کی برکات رکھتی ہے۔ اور اس قسم کے انوار اترتے محسوس ہو رہے ہیں۔ کہ یہ امر صاف طور پر دکھائی دے رہا ہے۔ کہ جو لوگ اس میں حصہ لینگے۔ انہیں اللہ تعالےٰ اپنے قرب کا کوئی خاص مقام عطا فرمائے گا۔ دو چار دن ہوئے "الفضل" میں

## قاضی اکمل صاحب کا ایک مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کے متعلق شایع ہوا ہے جو تحریک جدید کے ذریعہ پوری ہوئی۔ وہ در اصل ایک پرانا کشف ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب۔ پہلے میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ چپ رہا۔ پھر میں نے اس دوسرے کی طرف رُخ کیا۔ جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اور اسے میں نے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا۔ ایک لاکھ نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائیگا" حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اس کا یہ جواب سُنکر میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ پانچہزار اگرچہ تھوڑے آدمی ہیں۔ لیکن اگر خدا چاہے۔ تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اور میں نے کشفی حالت میں ہی یہ آیت پڑھی۔ کہ کم من فئۃ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً باذن اللہ۔ قاضی صاحب نے لکھا ہے۔ کہ اس رؤیاء کے متعلق میرے دل میں یہ خیال گذرا۔ کہ یہ تحریک جدید میں قربانیاں کرنے والوں کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے۔ چنانچہ میں نے منشی برکت علی صاحب فنانشل سیکرٹری سے پوچھا۔ کہ تحریک جدید کے چندہ میں حصہ لینے والوں کی کس قدر تعداد ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ پانچہزار چار سو بائیس۔ چونکہ ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ نادہند ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر ان کو نکال دیا جائے تو پانچہزار ہی تعداد بنتی ہے۔ علاوہ ازیں کسور بالعموم اعداد میں شمار نہیں کئے جاتے۔ پس پانچہزار چار سو در اصل پانچہزار ہی ہیں۔ لیکن اگر کسر کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو میں نے بتایا ہے کہ کچھ نہ کچھ ایسے لوگوں کی تعداد بھی ہوتی ہے جو وعدہ تو کرتے ہیں مگر اُسے پُورا نہیں کرتے۔ پس ایسے نادہند اگر اس تعداد میں سے نکال دیئے جائیں۔ تو پانچہزار ہی وہ لوگ رہ جاتے ہیں جنہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ مجھے خود بھی دو تین سال ہوئے۔ یہی خیال آیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی تحریک جدید میں حصہ لینے والوں پر ہی چسپاں ہوتی ہے۔ اور اُن دنوں میں نے چودھری برکت علی صاحب کو ایک دفعہ بلا کر پوچھا بھی۔ کہ اس تحریک میں حصہ لینے والوں کی کتنی تعداد ہے تو انہوں نے کہا۔ کہ میں زبانی نہیں بتا سکتا۔ دیکھکر بتا دُونگا۔ میں نے کہا اندازاً آپ بتائیں۔ کہ کس قدر لوگ ہونگے۔ انہوں نے اس وقت بتلایا کہ شاید سات ہزار کے قریب ہیں۔ ان کے اس جواب سے میرے ذہن میں جو یہ خیال تھا۔ کہ شاید تحریک جدید میں حصہ لینے والے پانچہزار ہوں۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ کشف اسی کے متعلق ہو جاتا ہو


## کارخانہ اسلامی بھائیوں کی دوکان کے تحفے

غیر مسلموں کے مقابلہ میں اسلامی بھائیوں کی دوکان رجسٹرڈ واقع کشمیری بازار لاہور کے بے نظیر تحفے ہمیشہ استعمال فرماویں۔

**چمن آرا ملہ ہیئر آئل رجسٹرڈ** یہ تیل یونانی ادویات اور طب جدید کے اصولوں کے مطابق خاص کیمیاوی طریق سے روغن کدو اور سرسوں میں تیار کیا جاتا ہے۔ جو کہ بالوں کو سیاہ جلد کو نرم خشکی کو دُور۔ دماغ کو قوت اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا ہے۔ بالوں کو گرنے سے بچا کر لمبا۔ خوش نما۔ اور سیاہی پر لانا۔ نزلہ وزکام کو دور کرنا اس تیل کا خاص وصف ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت نہایت ہی کم رکھی گئی ہے۔ امید ہے کہ ایک بار ضرور استعمال فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کرینگے۔ قیمت فی سیر مبلغ للعہ چار روپے بوتل مبلغ تین روپے ادّھا ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ پوّا بارہ آنہ۔ نمونہ کی شیشی چار آنہ۔

**گلز اسنٹ فلاور** موسم بہار کے تازہ اور چیدہ چیدہ پھولوں کی روح زمانہ حال کی خوشبوؤں کا شہنشاہ جو کہ منٹ منٹ کے بعد اپنی خوشبو کو بدلتا ہے۔ اور خوشبو کئی روز تک قائم رہتی ہے۔ قیمت فی تولہ عمہ شیشی کلاں بارہ آنہ۔ نمونہ چار آنہ۔ اس کے علاوہ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطریات۔ روغنیات۔ کریم سنو سُرخی۔ پوڈر۔ صابون وغیرہ بازار سے مقابلتاً ارزاں فروخت ہوتے ہیں۔ فہرست [illegible] بمفت روانہ کی جاتی ہے۔

کارخانہ اسلامی بھائیوں کی دوکان رجسٹرڈ و پرفیومر
کشمیری بازار۔ لاہور



## میری پیاری بہنو

میں آپ کی ہمدردی کی خاطر یہ اشتہار دے رہی ہوں۔ کہ اگر آپ کے ماہواری بیقاعدہ ہیں۔ رک رک کر یا ماہواری درد سے آتے ہیں۔ سیلان الرحم یعنے سفید رطوبت کا اخراج ہوتا ہے۔ کمر درد۔ سر درد کرتا رہتا ہے قبض رہتی ہے۔ کام کاج کرتے وقت سانس پھول جاتا ہے۔ دل دھڑکنے لگتا ہے۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا۔ طبیعت سست رہتی ہے۔ تو آپ میری خاندانی مجرب دوا بنام "سہاحت" سے فائدہ اٹھائیں جو ماہواری کی خرابیوں کی حیرت انگیز اثر کرنیوالی مفید دوا ہے۔ قیمت مکمل خوراک معہ محصولڈاک ۵ قادیان میں ملنے کا پتہ۔ مولوی محمد یامین تاجر کتب۔

میرا پتہ۔ دیانچ نجم النساء بیگم کوٹھی نمبر ۹۷ میو روڈ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور گو ایک حصہ نادہندوں کا بھی ہوتا ہے۔ اور ایک حصہ ایسے لوگوں کا بھی ہوتا ہے۔ جنہیں جس قدر حصہ لینا چاہیئے اس قدر حصہ وہ نہیں لیتے۔ اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سپاہیوں میں شامل نہیں کرتا۔ مگر چونکہ انہوں نے جو ظنی تخمینہ بتایا وہ بہت زیادہ تھا۔ اس لئے یہ خیال میرے ذہن سے اتر گیا۔ مگر اب قاضی صاحب کے مضمون سے جو اعداد و شمار سے مرتب کیا گیا ہے۔ مجھے وہ پرانا خیال یاد آگیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ درحقیقت انہی لوگوں کے متعلق یہ کشف ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کئی سال سے میرا یہ خیال ہے کہ یہی وہ فوج ہے جس کے ملنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی گئی تھی۔ اور اسی فوج کے ذریعہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ

**اسلام کی فتح کے لئے ایک مستقل اور پائیدار بنیاد**

قائم کرے۔ اور یہ فوج اپنا ایک ایسا نشان چھوڑ جائے۔ جس کے ذریعہ ہمیشہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ ہوتی رہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ ادھر "الفضل" میں یہ مضمون شائع ہوا۔ اور ادھر چند دن پہلے میں یہ سوچ رہا تھا۔ کہ تحریک جدید میں آخر تک قربانی کرنے والوں کو

**آئندہ نسلوں کے لئے بطور یادگار**

بنانے کے لئے کوئی تجویز کروں۔ جب یہ کشف میرے سامنے آیا تو اس نے میرے اس خیال کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔ اور میں نے چاہا کہ وہ لوگ جو اس تحریک میں آخر تک استقلال کے ساتھ حصہ لیں ان کے ناموں کو محفوظ رکھنے کے لئے اور اس غرض کے لئے کہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کے لئے دعائیں کرتی رہیں۔ کوئی یادگار قائم کروں۔ لوگ اولاد کے لئے کتنا تڑپتے ہیں۔ محض اس لئے کہ دنیا میں ان کا نام قائم رہے میں نے اپنے دل میں کہا۔ وہ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے دین کے احیاء اور اس کے جھنڈے کو بلند رکھنے کے لئے اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ ان کے نام آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ رکھنے کی خاطر کیوں نہ کوئی تجویز کی جائے۔ چنانچہ اس کے لئے میں نے ایک نہایت موزوں تجویز سوچی ہے جسے اپنے وقت پر ظاہر کیا جائے گا۔ غرض اس مضمون کو پڑھنے کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ جسے خدا نے اپنا لشکر قرار دیا ہے۔ اور جس کے ذریعہ اسلام کی فتح کا سامان دنیا میں ہونے والا ہے۔ اس جماعت کو کون مٹا سکتا ہے۔ یقیناً کوئی نہیں جو اسے مٹا سکے۔ لیکن ہمارا بھی فرض ہے۔ کہ ان پانچ ہزار سپاہیوں کی کوئی مستقل یادگار قائم کریں۔ کیونکہ وہ سب لوگ جو اس جہاد کبیر میں آخر تک ثابت قدم رہیں گے۔ ان کا حق ہے کہ اگلی نسلوں میں ان کا نام عزت سے لیا جائے۔

**اور ان کا حق ہے کہ ان کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رہے**

اور اس کے لئے جیسا کہ میں بتا چکا ہوں ایک نہایت ہی موزوں تجویز میں نے سوچ لی ہے۔

پس میں آج اس تمہید کے ساتھ تحریک جدید کے سال پنجم کے چندہ کا اعلان کرتا ہوں۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ

**سابقون الاولون بننے کی کوشش**

کریں۔ میں نے تحریک جدید کے پانچویں سال کے چندہ کی شرائط بیان کر دی ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ قانون یہی ہے کہ دس فیصدی پچھلے سال سے کم چندہ دیا جاسکتا ہے مگر ایک سچے مومن کو اس اجازت سے اسی صورت میں فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جبکہ وہ واقعہ میں مجبور اور معذور ہو۔ اور اگر وہ واقعہ میں مجبور اور معذور نہیں۔ یا مجبور اور معذور تو ہے۔ مگر اس کا ایمان اور اس کا اخلاص اسے پیچھے ہٹنے نہیں دیتا۔ تو میں اسے کہوں گا۔ کہ تم کوشش کرو کہ اپنی پہلی جگہ پر کھڑے رہو۔ بلکہ اگر ہو سکے تو آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ بے شک اس سال چندوں کی بھرمار ہے۔ مگر جو کام ہمارے سامنے ہے وہ بھی بہت بڑا ہے۔ اور وہ اشاعت اسلام کے لئے مستقل جائیداد کا پیدا کرنا ہے

جو لوگ اس راستہ میں مشکلات کی پروا نہیں کریں گے اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہیں گے۔ وہی لوگ ہیں جو اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیں گے کہ وہ آئندہ نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد کئے جانے کے مستحق ہیں۔ مجبوریاں سب کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر ایک شخص پیچھے ہٹے اور دوسرا انہی حالات میں سے گذرتے ہوئے ثابت کر دے کہ اس نے قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم مجبور ہیں۔ انہوں نے غلط کہا تھا کیونکہ انہی حالات میں دوسروں نے قربانی کی اور وہ کامیاب ہوئے۔

اسی طرح

**ہر وہ شخص جو نیا احمدی ہوا**

ہے اس کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس پر یہ بہت بڑا فضل کیا ہے۔ کہ اپنے سچے دین کا راستہ اسے دکھا دیا۔ یا بالفاظ دیگر اس کا خدا اسے مل گیا اب اس پر بھی بہت بڑی ذمہ واری عاید ہو چکی ہے۔ اور اس کا فرض ہے کہ وہ دوسروں کی نسبت آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ بلکہ جو نیا احمدی ہو اسے اس بات کی بھی اجازت ہے کہ وہ اگر چاہے تو گذشتہ سالوں کے چندہ میں بھی شامل ہو جائے پس ہر نئے احمدی سے گذشتہ سالوں کا بھی چندہ قبول کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح وہ جسے پہلے اس تحریک کا علم نہ تھا۔ یا وہ جو پہلے کلی طور پر نادار تھا اس سے پہلے سالوں کا چندہ بھی قبول کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً فرض کرو ایک شخص پہلے طالب علم تھا مگر بعد میں ملازم ہو گیا۔ یا پہلے بیکار تھا مگر بعد میں اسے کوئی ملازمت مل گئی۔ ایسے تمام لوگوں سے

**پہلے سالوں کا چندہ بھی قبول کر لیا جائے گا۔**

کیونکہ پہلے انہوں نے مجبوری سے اس میں حصہ لینے سے اجتناب کیا تھا۔ جان بوجھ کر حصہ لینے سے انکار نہیں کیا تھا۔ ہاں جنہیں گذشتہ سالوں کے چندہ میں شریک ہونے کی توفیق تھی اور وہ ان دنوں برسرکار بھی تھے۔ مگر انہوں نے جان بوجھ کر حصہ نہیں لیا انہیں اجازت نہیں۔ وہ صرف نئے سال میں شامل ہو سکتے ہیں۔ پچھلے سالوں میں نہیں غرض یاد رکھو ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ بہت بڑی مشکلات ہیں جنہیں میں اپنے سامنے دیکھتا ہوں

**ایک عظیم الشان جنگ**

ہے جو شیطان سے لڑی جانے والی ہے جو لوگ اس میں حصہ لیں گے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کریں گے اور جو لوگ حصہ نہیں لیں گے۔ وہ اپنے اعراض سے خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ یہ خدا کا کام ہے۔ اور اس نے بہرحال ہو کر رہنا ہے۔

قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

پس یہ کام ہو کر رہے گا۔ اگر تم نہیں کرو گے تو تمہارا ہمسایہ کرے گا۔ اور اگر وہ نہیں کرے گا تو کوئی اور کریگا۔ بہرحال غیب سے اس کی ترقی کے سامان ہوں گے۔ پچھلا پچاس سالہ تجربہ تمہارے سامنے ہے۔ دشمن نے لاکھ روکاوٹیں ڈالیں اس نے کروڑ حیلے کئے۔ اس نے طعنے بھی دیئے۔ اس نے گالیاں بھی دیں۔ اس نے برا بھلا بھی کہا بڑے بڑے لوگ مخالفت کے لئے بھی اٹھے۔ اور انہوں نے چاہا کہ اس سلسلہ کی ترقی کو روک دیں۔ مگر خدا کا کام ہو کر رہا۔ اور اس نے الہام کر کے ایسے لوگ کھڑے کر دیئے جو اس کے دین کے انصار بنے۔ اور یقیناً اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی کمزور ثابت نہ ہو۔ بلکہ تم میں سے ہر شخص اپنے عمل سے ثابت کر دے کہ جب امتحان کا وقت آیا تو تم نے اسلام اور احمدیت کے لئے وہ قربانی کی جس قربانی کا تم سے اسلام مطالبہ کرتا تھا۔ اور تم اپنے ایمان اور اپنے عمل اور اپنی قربانیوں کے لحاظ سے گذشتہ جماعتوں سے پیچھے نہیں رہے بلکہ ان سے آگے بڑھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری جماعت کے دوستوں کے دلوں کو کھولے تا وہ اس پانچ ہزار سپاہیوں کے لشکر میں شمولیت کا فخر حاصل کر سکیں۔ جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک کشف کے ذریعہ دے چکے ہیں۔ اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# عید مبارک

احباب کرام حسب معمول گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی عید سعید پر ہم نے اپنے دواخانہ کی عظیم الشان ادویات کی کافی مقدار بارعایت تقسیم کرنے کے لئے وقف کر لی ہے۔ امید ہے۔ ضرورت مند دوست بہت جلد خط لکھ کر اپنا نام درج رجسٹر کرالیں گے۔ تاکہ عید کے دوسرے روز ہی انکی خدمت میں ادویات روانہ کردی جائیں۔ ہندوستان کے دور کے مقامات کے رہنے والے احباب کیلئے اخیری میعاد ۳۰ر نومبر اور بیرون ہند کیلئے ۲۰ر دسمبر ۱۹۳۸ء تک ہے۔ تمام احباب کو اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے (مینیجر)

## حیات اکبر

مقوی معدہ۔ دل و دماغ کو قوی کرتا ہے۔ بدہضمی و دیگر امراض معدہ میں نہایت زود اثر اکسیر ہے۔ شیشی کلاں عگر دو پیہ رعایتی قیمت عہ پرچہ ترکیب ہمراہ

## جام شباب

بڑھاپے کی کمزوری کو دور کرکے جوانی کا رنگ لاتا ہے۔ اس کے چند قطرے نہایت قوت پیدا کردیتے ہیں۔ شیشی کلاں عگر رعایتی قیمت عہ پرچہ ترکیب ہمراہ

## امرت بوٹی (رجسٹرڈ)

دھات جریان وغیرہ نیز ذیابیطس کی بیماری کے لئے مشہور دوا ہے۔ ۰۰ا گولی معہ برقی مالش عگر کی بجائے ۱۲ر عگر (دو روپے)

## برقی مالش

سینہ کے درد، جوڑوں کے درد۔ مسوڑوں کی جلن، سوزش کو دور کرتی ہے، دیگر جلق زدہ کے لئے ایک خاص دوا ہے اور بے ضرر ہے۔ شیشی کلاں عہ کی بجائے ۱۲ر میں۔

## گلدستہ ہیر آئیل

بادام روغن کے بڑے حصہ سے تیار کیا جاتا ہے اسکی دلپسند خوشبو سے انسان ہر وقت خوش و خرم رہتا ہے۔ شیشی کلاں عہ کی بجائے ۱۴ر میں روانہ ہوگی۔

## کیسٹوریم

مقوی اعصاب۔ ریح کے دردوں کو دور کرتی ہے کستوری کی کافی مقدار کے سبب کمی باہ کو پورا کرتی ہے۔ سردیوں میں سردی سے بچاتی ہے ۶۰ گولی تین روپے کی بجائے عگر میں۔ معہ کیسٹوریم طلاء

## نورانی گولیاں

تعلقات جنسی کے بعد ایک دو گولیاں دودھ کے ساتھ کھالی جائیں تو مردانہ قوی میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ دل خوش اور شاد رہتا ہے۔ ۵۰ گولی عہ میں

بواسیر کی ۱۰۰ فیصدی کامیاب اکسیری گولیاں

## پائیٹولین پلز

بواسیر خونی ہو یا بادی کی دونوں قسم کی بواسیر کیلئے بہت ہی اکسیر اور مفید گولیاں ہیں۔ اصل قیمت ۱۰ گولی عگر رعایتی مطابق اعلان عہ

## حسن نکھار

چہرہ کے داغوں جھریوں۔ کالے داغوں چھیپ۔ چھائیوں کو دور کرکے رنگ کو نکھارتا اور جلد کو مثل گلاب بناتا ہے۔ شیشی کلاں عہ کی بجائے ۱۰ر میں روانہ ہوگی۔

## لیکورائن پلز

عورتوں کی مرض سیلان کے لئے یہ تیر بہدف دوا ہے۔ چند ہی دنوں میں عورت طاقتور اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ کمزوری رحم کیلئے مفید ہے۔ ۶۰ گولی عگر کی بجائے عہ میں روانہ ہوگی۔

## گینوریم (اکسیر سوزاک)

سوزاک نیا ہو یا دس بیس سال کا ایک ہی ہفتہ میں کامل شفا ہو جاتی ہے اور اس کا زہریلا اثر رگ رگ سے نکل جاتا ہے۔ شیشی کلاں عگر کی بجائے عہ میں روانہ ہوگی۔

## مرہم بواسیر

بواسیر کے مسوں کی جلن، سوزش کو فی الفور آرام دیتی ہے۔ متواتر لگانے سے مسے خشک ہو جاتے ہیں۔ بواسیر کیلئے نہایت ہی مفید ہے۔ شیشی کلاں عہ کی بجائے ۱۰ر میں روانہ ہوگی

## اکسیر ذیابیطس

کمزوری مثانہ۔ پیشاب میں شوگر کا آنا۔ بار بار پیشاب آنے۔ پیاس کے زیادہ لگنے کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کی اکسیر ہے۔ ۱۰۰ گولی کی شیشی عگر کی بجائے عہ میں روانہ ہوگی۔

## برین ٹون

مقوی بصر، مقوی دماغ ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کیلئے نہایت بہترین اکسیر ہے۔ نزلہ، زکام کی بیماری کو بالکل کامل صحت ہو جاتی ہے ۵۰ گولی رعایتی عہ

## پائیریا کا مکمل بکس

پائیریا، ماسخورہ و دیگر جملہ امراض دندان کے لئے اس بکس میں چار قسم کی ادویات ہوتی ہیں۔ جو کھانے کیلئے بھی اور لگانے کیلئے بھی مکمل بکس عگر کی بجائے عہ میں روانہ ہوگا۔

## میسٹوریٹا

یہ عورتوں کے لئے عمدہ دوا ہے جس سے درجنوں بال بچے والی عورتیں استعمال کرکے فائدہ اٹھا چکی ہیں۔ کمال تحفہ ہے۔ شیشی کلاں عہ کی بجائے عہ میں

## کھانسٹائن

خشک کھانسی، تر کھانسی، بچوں، جوانوں، عورتوں کی کالی کھانسی کے لئے نہایت مجرب المجرب اکسیر ہے ۵۰ گولی کی شیشی عہ کی بجائے ۱۴ر میں روانہ ہوگی

سرمہ مفید بصر۔ آنکھوں کی جلن، کمزوری نظر خارش، جالا، پانی جانے کے لئے بہت اعلیٰ اکسیر ہے نمونہ کی شیشی ۸ر کی بجائے ۴ر میں روانہ ہوگی۔

آئفر سول گردوں کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔ نظر کو تیز کرتا ہے۔ شیشی کلاں عہ کی بجائے ۱۰ر میں روانہ ہوگی۔

## گولڈن ٹانک پلز

کمی خون کی مریض عورتیں اور مرد۔ طالبعلم استعمال کرکے کافی مقدار میں خون پیدا کرسکتے ہیں۔ مقوی معدہ، دل، جگر ہیں۔ ۱۰۰ گولی کی شیشی عہ کی بجائے عہ میں روانہ ہوگی

ملنے کا پتہ:- احمدیہ یونان فارمیسی (رجسٹرڈ) جالندھر کنیٹ انڈیا (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah



# نارتھ ویسٹرن ریلوے

## کرسمس اور نوروز کی تعطیلات کے لئے رعایتی کرایہ

کرسمس اور نوروز کی تعطیلات کے لئے واپسی ٹکٹ جو ۱۶ جنوری ۱۹۳۹ء تک کارآمد ہونگے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۱۴ دسمبر سے ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء تک حسب ذیل شرح کرایہ پر فروخت کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ ایک طرف کے سفر کی مسافت ۱۰۰ میل سے زیادہ ہو یا ۱۰۱ میل کا رعایتی کرایہ ادا کیا جائے:

درجہ اول و دوم ...... ۱ ۱/۳ کرایہ

درمیانہ و سوم ...... ۱ ۱/۳ کرایہ

**چیف کمرشل منیجر لاہور**

---

## اِرادی

ایک عرصہ سے یہ دوا خون کی کمی کمزوری سے دم پھولنا چکر آنا۔ دل دھڑکنا بدن کا بےحس ہو جانا۔ کام سے نفرت کسی وجہ سے طاقت کا گھٹ جانا حتیٰ کہ اعضاء جواب دے چکے ہوں ضعف جگر ضعف معدہ ضعف دماغ بےخوابی۔ بدخوابی کمی بھوک کیلئے استعمال ہو رہی ہے۔ نوے فیصدی احباب نے تعریف کی ہے۔ قیمت ایک اونس ۴/ محصولڈاک علاوہ۔

**ایم۔ ایچ احمدی معرفت الفضل قادیان**

---

## تین پیسے ماہوار

بارہ مہینے — ۳۶ پیسے

یہ اعلان ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء کے بعد کبھی شایع نہ ہوگا

کارکنان رسالہ "رہبر باغبانی" گجرات پنجاب نے عوام کے فائدہ کیلئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو اصحاب ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء تک دنیا کے کسی ملک سے رسالہ کا ڈاک خرچ چار آنے اور خرچ پیکنگ پانچ آنے یعنی کل نو آنے کے ٹکٹ بھیجدیں۔ ان کی خدمت میں ایک سال تک رسالہ جاری کر دیا جاوے۔ اور سالانہ چندہ نہ لیا جاوے اس لئے آپ اشتہار ہذا کے دیکھتے ہی نو آنے کے ٹکٹ ڈاک لفافہ میں بند کر کے بھیجدیں۔ آپ کو بہترین اور کارآمد مضامین سے لبریز ماہوار رسالہ "رہبر باغبانی" پورے بارہ مہینے کے لئے جاری کر دیا جائے گا۔ خط و کتابت کا پتہ:-

**چیف اڈیٹر رسالہ "رہبر باغبانی" گجرات پنجاب**

---

## اٹھرا کا کامل اور مجرب ترین علاج

حب الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب سے طلب فرمائیں۔ ستر سالہ مجرب نسخہ حضرت حکیم حافظ نور الدین اعظم شاہی طبیب کا ہے۔ حمل گر جانا بچہ کا مردہ پیدا ہونا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا اس کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس کے لئے ہماری تیار کردہ محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ استعمال کریں۔ یہ دواخانہ رحمانی حضور ممدوح کے حکم سے عین حیات میں حضور کے شاگرد حکیم عبد الرحمٰن کاغانی نے ۱۹۱۱ء میں قائم کیا۔ فہرست ادویات مفت طلب کریں۔ تمام مجرب نسخہ جات حضرت نور الدین اعظم اس دواخانہ رحمانی میں تیار رہتے ہیں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت خریدنے والے کو ایک روپیہ فی تولہ۔ علاوہ محصولڈاک ملیں گی۔

**مینجر عبد القدیر کاغانی قادیان**

---

بائیوکیمک کی مکمل کتاب

## چشمہ شفاء

مصنفہ ڈاکٹر اے۔ اچ صاحب

اس کتاب کی ترتیب بالکل انگریزی طریقہ پر کی گئی ہے۔ اسکے موجد کے حالات زندگی خواص الادویات تجربات۔ علاج الامراض اور ریپرٹری کے حصے حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب کئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد چار روپے علاوہ محصولڈاک مع محصول دیگر ہومیوپیتھک و بائیوکیمک کی ادویات بارعایت ملتی ہیں۔ فہرست مفت طلب کریں۔

**سلاٹم ہومیو فارمیسی کٹڑہ کرم سنگھ امرتسر**

---

## بغیر اپریشن موتیا بند کا علاج

آپ کو موتیا بند اتر چکا ہو یا اتر رہا ہو ہمارے علاج سے انشاء اللہ آپ کو کلی فائدہ ہوگا۔ دوائی صرف کھانے اور آنکھ میں ڈالنے کی ہے۔ ضرورتمند دوست خط و کتابت کر کے مفصل حالات معلوم کریں۔

**پتہ ڈاکٹر محبوب الرحمٰن بنگالی ایم۔ بی۔ قادیان**



عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی۔